جمعۃ المبارک 18 فروری 2022ء | 16 رجب 1443 ہجری قمری | 18 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:42

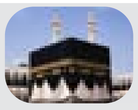

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ ۚ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۴﴾

(الجمعہ: 3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

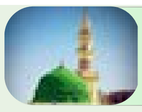

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق بیان کردہ علامات میں ایک بہت بڑی علامت اُس کی شادی اور اولاد ہونا بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ روایت میں آتا ہے:

یَنْزِلُ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ، فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ

(مشکاۃ المصابیح کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الثالث)

جب عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور اُن کی اولاد بھی ہوگی۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل ان دنوں میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں پیشگوئی مصلح موعود کی مناسبت سے یوم مصلح موعود کے جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ 20؍فروری کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی تھی جس کی مختلف خصوصیات بیان کی گئی تھیں۔ اس بارے میں اشتہار شائع فرمایا تھا۔ یہ اشتہار 20؍فروری 1886ء کو شائع ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مناسبت سے جہاں ممکن ہے وہاں 20؍فروری کو یوم مصلح موعود منایا جاتا ہے اور جہاں اس تاریخ کو سہولت میسر نہ ہو وہاں تاریخیں آگے پیچھے کر لی جاتی ہیں۔ یوم مصلح موعود کا منایا جانا اور اس کے حوالے سے جلسے منعقد کرنا اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ وضاحت میں نے اس لئے کی ہے کہ بعض لوگ اور یہاں کی نئی نسل، نوجوان یا کم علم یہ سوال کرتے ہیں کہ یوم مصلح موعود جب مناتے ہیں تو پھر باقی خلفاء کے یومِ پیدائش کیوں نہیں مناتے۔ ایک تو یہ بات واضح ہو کہ یہ دن حضرت مصلح موعود کی پیدائش کا دن نہیں ہے۔ آپ کی پیدائش تو 1889ء میں 12؍جنوری کو ہوئی تھی۔

(خطبہ جمعہ 23؍فروری 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

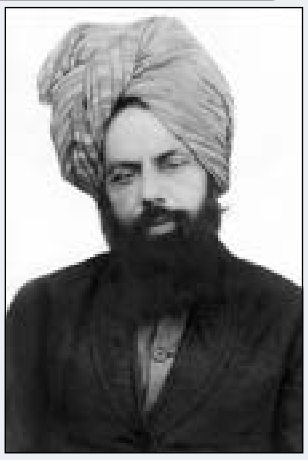

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرت اقدس علیہ السلام اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

خدایا! تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ''ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد''
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے، اے میرے ہادی!

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین صفحہ 57-58)

اس شمارہ میں

دن رات مسیحا کی دعاؤں کا صلہ ہے(منظوم)
ایک مقدس عہد
پیشگوئی مصلح موعود کی تیسری علامت
حضرت مصلح موعودؓ کا الہامی نام ''محمود''

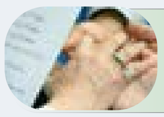

دربارِ خلافت

بدظنی کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ کی نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بدظنی کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے انبیاء اور اہل بیت پر بدظنّیاں کیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانے میں اس کا سب سے بڑا زیادہ سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور اسی نے اپنی تائید اور نصرت کو ہمیشہ میرے شامل حال رکھا ہے اور سوائے ایک نابینا اور مادر زاد اندھے کے اور کوئی نہیں جو اس بات سے انکار کر سکے کہ خدا نے ہمیشہ آسمان سے میری مدد کے لئے فرشتے نازل کئے‘‘ اعتراض کرنے والوں کو فرما رہے ہیں کہ ’’پس تم اب بھی اعتراض کر کے دیکھ لو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان اعتراضات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس قسم کے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی کئے گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کسی نے ایسا ہی اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا (یعنی چندہ دینے کے بارے میں) کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ سلسلے کے لئے ایک حبّہ بھی بھیجو پھر دیکھو کہ خدا کے سلسلے کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے‘‘ فرمایا: ’’میں بھی ان لوگوں کو اسی طریق پر کہتا ہوں کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ ایک پیسہ بھی سلسلہ کی مدد کے لئے دو۔‘‘ (جو اعتراض کرتے ہیں کہ غلط رنگ میں پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اور خلیفہ وقت اس کو غلط خرچ کرتا ہے۔ ان کو فرمایا کہ) ’’گو میری عادت نہیں کہ میں سخت لفظ استعمال کروں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں ذرہ بھی شرافت باقی ہو تو اس کے بعد ایک دمڑی تک سلسلہ کے لئے نہ دو اور پھر دیکھو سلسلہ کا کام چلتا ہے یا نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے میری نصرت کا سامان پیدا فرمائے گا اور غیب سے ایسے لوگوں کو الہام کرے گا جو مخلص ہوں گے اور جو سلسلہ کے لئے اپنے اموال قربان کرنا باعث فخر سمجھیں گے‘‘ آپ فرماتے ہیں: ’’کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے‘‘ (یعنی اپنی اولاد کے بارے میں جو آپ کے پانچ بچے ہیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے) ’’کہ مقبرے میں دفن ہونے کے بارے میں میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے‘‘ (حضرت ام المومنین اور آپ کے پانچ بچے) ’’اور وہ وصیت کے بغیر بہشتی مقبرے میں داخل ہوں گے اور جو شخص اس پر اعتراض کرے گا وہ منافق ہو گا‘‘ فرماتے ہیں ’’اگر ہم لوگوں کا روپیہ کھانے والے ہوتے تو امتیازی نشان کیوں قائم فرماتا اور بغیر وصیت کے ہمیں مقبرہ بہشتی میں داخل ہونے کی کیوں اجازت دیتا۔ پس جو ہم پر حملہ کرتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا ہے وہ خدا پر حملہ کرتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ باغ میں گئے اور فرمایا مجھے یہاں چاندی کی بنی ہوئی قبریں دکھلائی گئی ہیں اور ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ یہ تیری اور تیرے اہل و عیال کی قبریں ہیں اور اسی وجہ سے وہ قطعہ آپ کے خاندان کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ گو یہ خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں ’’لیکن مجھے یاد ہے کہ آپ نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ پس خدا نے ہماری قبریں بھی چاندی کی کر کے دکھا دیں اور لوگوں کو بتا دیا کہ تم تو کہتے ہو یہ اپنی زندگی میں لوگوں کا روپیہ کھاتے ہیں اور ہم تو ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو ان کے ذریعہ سے فیض پہنچائیں گے‘‘ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فیض پہنچائیں گے۔ ’’پس اللہ تعالیٰ ہماری مٹی کو بھی چاندی بنا رہا ہے اور تم اعتراضات سے اپنی چاندی کو بھی مٹی بنا رہے ہو‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’چونکہ منافق عام طور پر پوشیدہ باتیں کرنے کا عادی ہوتا ہے اس لئے میں نے کھلے طور پر ان باتوں پر روشنی ڈال دی ہے ورنہ مجھے اس بات سے سخت شرم آتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے کچھ چندہ دوں اور پھر کہتا پھروں کہ میں نے اتنا چندہ دیا ہے۔‘‘ مگر چونکہ آپ کے زمانے میں یہ ایک سوال اٹھایا گیا جیسا کہ میں نے کہا آپ کو سب سے زیادہ مخالفین اور منافقین کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ گو اِکّا دُکّا اب بھی سوال اٹھاتے رہتے ہیں لیکن اس زمانے میں بہت شدت تھی۔ فرمایا کہ ’’چونکہ ایک سوال اٹھایا گیا تھا اس لئے مجھے مجبوراً بتانا پڑا کہ اگر اپنے تمام خاندان کا چندہ ملا لیا جائے تو اس رقم سے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میں نے کھا لی پانچ گنا زیادہ رقم ہم چندے میں دے چکے ہیں اور جو رقم صرف میرے اہل و عیال کی طرف سے خزانے میں داخل ہوئی ہے وہ بھی اس سے زیادہ ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ کوئی عقلمند یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ ہم نے پانچ گنا زیادہ رقم اس لئے خرچ کی تا اس کا پانچواں حصہ کسی طرح کھا جائیں۔ پس ان لوگوں کو جو یہ اعتراض کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے اور اس وقت سے پیشتر اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے جبکہ ان کا ایمان اڑ جائے اور وہ دہریہ اور مرتد ہو کر مریں‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 188-189)

بقیہ صفحہ 8 پر

دن رات مسیحا کی دعاؤں کا صلہ ہے

دن رات مسیحا کی دعاؤں کا صلہ ہے
وہ شخص جو رحمت کا نشاں بن کے ملا ہے

پیغمبر لولاک نے دی جس کی نشانی
مولا نے کہی عرش سے خود جس کی کہانی

وہ مصلحِ موعود نوشتوں میں تھا مذکور
چرچا تھا فلک پر تو فرشتوں میں تھا مذکور

اک نور تھا ممسوحِ رضامندیٔ باری
اک چشمۂ عرفان ہوا آپ سے جاری

وابستہ تھی تقدیر امم ذات سے اُس کی
آتی تھی صداقت کی مہک بات سے اُس کی

وہ سخت ذہین اور فہیم اور ذکی تھا
پُر علم تھا وہ ظاہر و باطن میں تقی تھا

بیواؤں، یتیموں کا، اسیروں کا سہارا
قوموں کے مقدر کا درخشندہ ستارا

وہ پاک، وجیہ ، مظہرِ حق، نور جبیں پر
گویا کہ خدا عرش سے اترا ہے زمیں پر

اے فضلِ عمر زندہ ہے ہر لمحہ ترا نام
تاریخ کے سینے پہ چمکتا ہے ترا کام

ضیاء اللہ مبشر

اداریہ

ایک مقدس عہد

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ کا ایفائے عہد

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت سے قبل اپنی معرکہ آرا کتاب سوانح فضل عمرؓ جلد اول کے صفحہ 177 تا 179 میں تحریرفرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیرالدین محمود احمد۔ ناقل) صبر وعزم کا پیکر بنے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ اپنے خالی گھر واپس تشریف لائے۔ وہ گھر جو اپنے پیارے باپ اورمقدس امام کے وجود سے خالی ہو چکا تھا۔جس میں نہ تو امامت ورثہ کے طور پر پیچھے چھوڑی گئی تھی نہ ہی دنیا کے مال و اسباب اور نعمتوں کے سامان۔لیکن جیسا کہ آپ کی بزرگ والدہ نے اپنے سب بچوں کو جمع کرکے وصیت فرمائی۔حقیقت میں یہ گھر خالی نہ تھا آپ نے فرمایا۔

”بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔“

(الفضل 19 جنوری 1962ء)

پس اس دن کے بعد کی تاریخ اسی بھاری خزانے کی تقسیم کی تاریخ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں اس نوجوان پرخصوصیت کے ساتھ اور باقی بہن بھائیوں پر بالعموم حسب مراتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرِمعلوم کے مطابق نازل ہوتا رہا۔

صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اس سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ جو اپنے مرحوم آقا سے جدائی کے بعد اس کی دعاؤں کے سائے تلے آپ کو تن تنہا طے کرنا تھا۔ یہ سفر ایک مخصوص منزل کی جانب اور ایک معین قبلہ کی طرف تھا۔جس کی تعیین خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کی تھی۔ یہ ایک مقدس عہد تھا۔ جو آپ نے اپنے رب سے کیا اور پھر تا زندگی پوری وفا اور عزم اور ہمت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اپنی زندگی کے ان عہد آفریں لمحات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے آخری لمحے تھے اور آپ کے اردگرد مرد ہی مرد تھے۔مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔ چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے میں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

میں وہاں کھڑا ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنی آنکھ کھولتے ادھر ادھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے ان کی پتلیاں ادھر ادھر مڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپ نے زور لگا کر کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ آپ کی نظر مجھ ہی کو تلاش کر رہی تھی اور میں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ میں جو دعائیں کر رہا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمادی کہ میں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ انسان،انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا وجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب۔۔۔اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا تو مجھے یاد ہے گو میں اس وقت 19 سال کا تھا مگر میں نے اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔ انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں سستی کی بھی، چستی کی بھی، علم کی بھی، جہالت کی بھی، اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چستی کی گھڑی تھی۔ ایسی علم کی گھڑی تھی۔ ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دنیا میری باتوں کو سنتی تو وہ ان کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا یقیناً وہ اسے جنون اور پاگل پن سمجھتی مگر میں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں۔ انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔

(الفضل 21 جون 1944ء)

آپ کی تربیت میں آپ کی بزرگ والدہ کا حصہ

یہ مضمون ادھورا رہے گا اگر یہ ذکر نہ کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب کی بزرگ والدہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کی تربیت کا بھی آپ کے کردار کی تشکیل پر نہایت گہرا اثر پڑا۔ بہت کم ہوتے ہیں وہ خوش نصیب بچے جن کے والدین دونوں ہی اعلیٰ مربیانہ اوصاف سے متصف ہوں۔مزید براں دونوں کی تربیت کے دھارے ایک ہی سمت میں بہتے ہوں اور دونوں کے مزاج میں تضاد کی بجائے ہم آہنگی پائی جائے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے شاندار مستقبل کے بارے میں جو پیشگوئی کی گئی تھی اس کی عملی تصویر بنانے کے لئے جو مختلف اسباب کارفرما تھے ان میں یہ بھی ایک اہم سبب تھا۔ باقی تمام امور بچے کی تربیت کے لئے خواہ کیسے ہی مؤید کیوں نہ ہوں اگر صرف یہی رخنہ پڑ جائے کہ ماں باپ کا انداز تربیت ایک دوسرے کی ضد یا مزاج اور مطمع نظر مخالف ہوں تو صرف یہ ایک سبب ہی بچے کی تربیت میں گہرے گھاؤ ڈال دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر غیرمعمولی احسان تھا کہ ماں بھی آپ کو وہ نصیب ہوئی جو شرافت اور نجابت اور فن تربیت میں ایک بلند شان رکھتی تھی اور آپ کا مطمع نظر بھی وہی تھا جو حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کا تھا۔

آپ کی والدہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جو راقم الحروف کی دادی تھیں اور چوبیس سال تک مجھے بھی آپ کا زمانہ پانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ بڑے سادہ اور مؤثر الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ بناوٹ اور تصنع کے کوچے سے ناآشنا صدق وصفا کی مظہر تھیں۔ آپ کی ہر بات محبت بھری سچائی سے مطہر تھی۔سوائے غصے کے میں نے آپ کی کسی بات میں کبھی ادنیٰ سا تکلف کا شائبہ تک نہ دیکھا۔ دل کی چونکہ بے حد نرم تھیں غصہ بہت کم اور وہ بھی برائے نام ہی آتا تھا لہذا کبھی بچوں کے ساتھ کسی حرکت پر اظہار ناراضگی مقصود ہو تو زبردستی غصہ ظاہر فرمایا کرتیں اور ہم بعد میں ہنسا کرتے کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو غصہ وغیرہ تو کوئی نہیں ہے۔ محض ہماری تنبیہ کی خاطر اظہار کر رہی ہیں۔ اس ظاہری غصے کے بعد جس کا کوئی دکھ ہم بچوں کو نہیں پہنچتا تھا خود ہی پریشان ہو جاتی تھیں اور بچے کی دل جوئی کی کوشش فرماتیں۔ ہم بچے تو آپ کے پوتوں، پوتیوں، نواسوں، نواسیوں کی حیثیت سے کبھی کبھی آپ سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ہاں وہ اولاد بڑی خوش قسمت تھی جسے مسلسل آپ کا فیضان حاصل رہا۔ میرے والد حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے بچپن کے زمانے میں آپ کا کیا اندازِ تربیت تھا اس کے متعلق بہترین بیان آپ کی اولاد ہی میں سے کسی کا ہو سکتا ہے لہذا اپنی بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ایک مضمون میں سے متعلقہ اقتباس پیش خدمت ہے۔

آپ فرماتی ہیں ”بچے پر ہمیشہ اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغنا آپ کا اول سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچے میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ متنفر کرتا تھا۔۔۔اور مجھے یاد ہے کہ حضور اقدس سے حضرت والدہ صاحبہ کی بے حد محبت و قدر کرنے کی وجہ سے آپ کی قدر میرے دل میں اور بھی بڑھا کرتی تھی۔ بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اصول آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ۔ دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔“

(سیرت ام المؤمنین مصنفہ محمود احمد عرفانی حصہ اول صفحہ 394)

(ابو سعید)

ایم۔ایم۔ طاہر

پیشگوئی مصلح موعود کی تیسری علامت

’’وہ قربت کا نشان ہوگا‘‘

یہ علامت بڑی شان کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات بابرکات میں پوری ہوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مذہبی حلقوں میں تلاطم خیز طوفان آیا۔ اسلام مخالف مذاہب بالخصوص عیسائی اور آریہ لیڈران اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل آ کھڑے ہوئے۔ حقانیت اسلام و صداقت قرآن میں لکھی گئی کتاب نے انہیں مضطرب و بے چین کر دیا۔ قادیان کے آریہ بھی مخالفت اسلام میں پیش پیش تھے۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید حاصل کرنے کے لئے خصوصی دعاؤں اور چلہ کشی کی تحریک پیدا ہوئی۔ چنانچہ دعاؤں اور استخارہ کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ آپ ہوشیار پور میں چلہ کریں۔

آپ 21 جنوری 1886ء کو قادیان سے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ صرف تین آدمی تھے 1:حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب 2: حافظ شیخ حامد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم 3: فتح خان صاحب جو رسول پور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کے زمیندار دوست تھے۔ روانہ ہونے سے قبل آپ نے رئیس ہوشیار پور شیخ مہر علی صاحب جو آپ کے دوستوں میں سے تھے ان کو مناسب رہائش برائے چلہ کشی کا تحریر کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک مکان جو طویلہ کہلاتا تھا وہاں آپ کا انتظام کر دیا۔ آپؑ 21 جنوری 1886ء کو روانہ ہوئے۔ رات رسول پور قیام فرمایا اور 22جنوری 1886ء بروز جمعۃ المبارک ہوشیار پور پہنچے اور طویلہ کے بالاخانے میں قیام فرمایا۔ آپ نے اپنے تینوں ساتھیوں کی ڈیوٹیاں لگا دیں۔ اور خلوت نشینی میں اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات شروع کیں۔تنہائی کی عبادات اور دعاؤں کے نتیجہ میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان انکشافات ہوئے اور انہیں کی بنا پر آپ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار لکھ کر پیشگوئی مصلح موعود کا نشان بیان فرمایا۔یہ پیشگوئی بہت سے نشانات اور علامات کا مجموعہ تھی جو بڑی شان کے ساتھ پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات با برکات میں پوری ہوئی۔

5، 6 جنوری 1944ء کی رات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر 13 ٹمپل روڈ لاہور شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے گھر منکشف ہوا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ آپ نے قادیان، ہوشیار پور، لاہور اور لدھیانہ میں جلسہ کر کے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ 20 فروری 1944ء کو آپ نے ہوشیار پور میں جلسے کے دوران مصلح موعود ہونے کا اعلان کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود کی علامات بھی بیان فرمائیں اور اس کی تیسری علامت یوں بیان فرمائی:۔

تیسرے

’’وہ قربت کا نشان ہوگا‘‘

اس مضمون میں اس علامت کے حوالے سے تحریر کیا جارہا ہے کہ کس طرح یہ علامت بھی بڑی شان کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے وجود میں

پوری ہو کر پیشگوئی کی صداقت جو در اصل زندہ خدا، زندہ رسولؐ، زندہ کتاب اور سچے مسیح موعود پر گواہ بنی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تیسری علامت یعنی ’’وہ قربت کا نشان ہوگا‘‘ بیان کرتے ہوئے اس کی تشریح میں فرمایا:۔

’’تیسرے وہ قربت کا نشان ہوگا۔یعنی کچھ لوگ اس جماعت میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گرانے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کے حملوں کا وہ دفاع کرے گا اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام اور درجہ لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 17 ص 165)

قربت کا نشان اپنے الفاظ کے لحاظ سے عظیم الشان حکمتیں رکھتا ہے اور اس سے جسمانی اور روحانی دونوں قربتیں مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی قربت کا اعزاز بھی ملا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے اور روحانی قربت بھی حاصل ہوئی کہ آپ حضرت مسیح موعود کے جملہ دعاوی پر علی وجہ البصیرت ایمان لانے والے اور سلسلہ کے سچے مطیع و فرمانبردار تھے اور پھر خلیفۃ المسیح الثانی کے منصب پر فائز ہوئے۔ یوں آپ کا وجود روحانی و جسمانی دونوں لحاظ سے قربت کا نشان ثابت ہوا۔ روحانی اور جسمانی قربتوں کے مقام پر فائز ہونے کے ساتھ آپ نے درحقیقت اس مقام کا حق ادا کیا کہ جس کی قربت حاصل تھی اس کے مقام پر کوئی آنچ نہیں آنے دی بلکہ جب بھی کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گرانے کی کوشش کی آپ فوراً اس حملہ آور کے سامنے مقام مسیح موعود کے دفاع کے لئے ننگی تلوار کے طور پر آ گئے۔

جماعت میں افتراق ڈالنے کی کوشش اور اس کا سد باب

حضرت مصلح موعودؓ نے قربت کے نشان کی تشریح میں فرمایا تھا کہ کچھ لوگ جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گرانے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں گے اور مصلح موعود ان حملوں کا دفاع کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت اولیٰ میں بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی مقام کو گرانے اور جماعت میں افتراق ڈالنے کی خفیہ سازشیں کیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد وہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور جماعتی عقائد اور اتحاد میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے اور خلافت احمدیہ سے الگ ہو گئے۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ اپنی تقریر فرمودہ 12 مارچ 1944ء بمقام لاہور میں بیان فرماتے ہیں:۔

’’لوگوں نے یہ سمجھا کہ حضرت مولوی صاحب تک ہی اِس سلسلہ کی زندگی ہے اِس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا مگر وہ خدائے واحد و قہار جس نے بانی سلسلہ احمدیہ کو خبر دی تھی کہ تیرا ایک بیٹا ہوگا جو تیرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا اور دین اسلام کی شوکت قائم کرنے کا موجب ہوگا اُس نے مخالفوں کی اِس امید کو بھی خاک میں ملا دیا۔ آخر وہ وقت آ گیا جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوئی۔ اُس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جماعت کے ایک برسر اقتدار حصہ نے جس کے قبضہ میں صدر انجمن احمدیہ تھی، جس کے قبضہ میں خزانہ تھا اور جس کے زیر اثر جماعت کے تمام بڑے بڑے لوگ تھے کہنا شروع کر دیا کہ خلافت کی ضرورت نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب جیسے سحر البیان لیکچرار، مولوی محمد علی صاحب جیسے مشہور مصنف، شیخ رحمت اللہ صاحب جیسے مشہور تاجر، مولوی غلام حسین صاحب جیسے مشہور عالم جن کے سرحدی علاقہ میں اکثر شاگرد ہیں، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جیسے بارسوخ اور صاحب جائداد ڈاکٹر یہ سب ایک طرف ہو گئے اور اِن لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ایک بچہ کو بعض لوگ خلیفہ بنا کر جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بچہ جس کی طرف ان کا اشارہ تھا میں تھا۔ اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی اور اللہ بہتر جانتا ہے مجھے قطعاً علم نہیں تھا کہ میرے متعلق یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ میں جماعت کا خلیفہ بنوں۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے نہ میں ان باتوں میں شامل تھا اور نہ مجھے کسی بات کا علم تھا۔ سب سے پہلے میرے کانوں میں یہ آواز شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش وئیر ہاؤس کی طرف سے آئی۔ میں نے سنا کہ وہ مسجد میں بڑے جوش سے کہہ رہے تھے کہ ایک بچہ کی خاطر سلسلہ کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ مجھے اُس وقت اُن کی یہ بات اتنی عجیب معلوم ہوئی کہ باہر نکل کر میں نے دوستوں سے پوچھا کہ وہ بچہ ہے کون جس کا آج شیخ رحمت اللہ صاحب ذکر کر رہے تھے۔ وہ میری اس بات کو سُن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے وہ بچہ تم ہی تو ہو۔ غرض میں ان باتوں سے اتنا بے بہرہ تھا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں زیر بحث ہوں اور میرے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کی وجہ سے جماعت تباہ ہو رہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ وہ مجھے دنیا کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود آگے کرے اور میرے سپرد جماعت کی نگرانی کا کام کرے۔ میں نے امن قائم رکھنے اور جماعت کو تفرقہ سے بچانے کی بڑی کوشش کی مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کو کون روک سکتا ہے۔ آخر وہی ہوا جو اُس کا منشاء

تھا۔ جوں جوں حضرت خلیفہ اوّل کی وفات نزدیک آتی گئی اِن لوگوں نے جماعت میں کثرت کے ساتھ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ آئندہ خلافت کا سلسلہ جاری نہیں ہونا چاہئے۔جس دن حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے دنیا نے کہا اَب یہ سلسلہ ختم ہوگیا کیونکہ جس شخص پر اِس سلسلہ کا تمام انحصار تھا وہ اٹھ گیا ہے۔ اُس دن جب مخالفوں کی زبان پر یہ تھا کہ یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ میں نے جماعت کو تفرقہ سے بچانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب سے گفتگو کی اور میں نے اُن سے کہا کہ آپ کسی شخص کو خلیفہ مقرر کریں میں اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے اُن سے کہا کہ جب میں بیعت کرلوں گا تو وہ لوگ جو میرے ساتھی ہیں وہ بھی میرے ساتھ ہی خود بخود بیعت کرلیں گے اور اس طرح تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔ مگر باوجود میری تمام کوششوں کے آخری جواب مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا کہ آپ جانتے ہیں جماعت والے کس کو خلیفہ مقرر کریں گے اور یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے۔ حالانکہ میری نیک نیتی اس سے ظاہر ہے کہ جس دن عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے میری بیعت کی اُسی دن صبح کے وقت میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ ہمیں ضد نہیں کرنی چاہئے اگر وہ خلافت کو تسلیم کرلیں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کرلیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو پھر اِن لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی جائے اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہلِ بیت نے اس امر کو تسلیم کرلیا۔ پھر میری یہ حالت تھی کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے چند دن پہلے میں اُس مقام پر گیا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے اور میں نے وضو کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ میری عمر اُس وقت اتنی چھوٹی نہ تھی مگر بڑی بھی نہ تھی۔ 25 سال میری عمر تھی، میری والدہ موجود تھیں، میری بیوی موجود تھیں اور میرے بچے بھی تھے میں نے اُس وقت نیت کرلی کہ چونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری وجہ سے جماعت میں تفرقہ پیدا ہو رہا ہے اس لئے میں خاموشی سے کہیں باہر نکل جاؤں گا تاکہ میں تفرقہ کا باعث نہ بنوں۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ خدایا! میں اس جماعت میں فتنہ پیدا کرنے والا نہ بنوں تُو میرے دل کو تقویت عطا فرما تاکہ میں پنجاب یا ہندوستان کے کسی علاقہ میں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکل جاؤں اور میری وجہ سے کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ کہیں نکل کر چلا جاؤں گا مگر خدا کی قدرت ہے دوسرے تیسرے دن ہی اچانک حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوگئی اور میں اس جھگڑے میں پھنس گیا۔ تب جماعت کے غریب طبقہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ جو بڑے بڑے لوگ کہلاتے تھے جماعت سے الگ ہوگئے۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔ انہوں نے وہاں سے روانہ ہوتے وقت ہماری عمارتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں کیونکہ جماعت نے ہم سے اچھا سلوک نہیں کیا لیکن تم دیکھ لوگے کہ دس سال کے عرصہ میں ان جگہوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہوجائے گا اور احمدیوں کے ہاتھ سے یہ تمام جائدادیں نکل جائیں گی۔ اس وقت میرے ہاتھ پر دو ہزار کے قریب آدمیوں نے بیعت کی، باہر کی اکثر جماعتیں ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ ''پیغام صلح'' میں لکھا گیا کہ پچانوے فیصدی جماعت ہمارے ساتھ ہے اور صرف پانچ فیصدی جماعت مرزا محمود احمد کے ساتھ ہے۔ مگر ابھی دو مہینے نہیں گزرے تھے بلکہ ابھی صرف ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ ساری کی ساری جماعت میری بیعت میں شامل ہوگئی اور پیغام صلح نے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ 95 فیصدی جماعت مرزا محمود احمد کے ساتھ ہے اور صرف پانچ فیصدی ہمارے ساتھ۔ پھر میری مخالفت بھی تھوڑی نہیں ہوئی میرے قتل کی کئی بار کوششیں کی گئیں۔''

(انوار العلوم جلد 17 ص 214 تا 216)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا دفاع

آغاز سے ہی جماعت کے اندر اور باہر دونوں اطراف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گرانے کی ناکام کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت سے پہلے بھی اور منصب خلافت سنبھالنے کے بعد ان حملوں کا دلائل کے ساتھ دفاع کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مقام کو آشکار کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تھا۔ اس کی چند مثالیں ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں۔

مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

اس عنوان کے تحت آپ کا معرکۃ الآراء مضمون خلافت اولیٰ میں اپریل 1911ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا۔ مضمون کے مسودہ کی اشاعت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو دکھانے کے بعد آپ کی اجازت سے ہوئی۔ یہ مضمون مخالفین احمدیت کے منفی پراپیگنڈے کا جواب تھا۔ اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ نے لکھا:۔

''چند دنوں سے وطنؔ اور المنیرؔ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک ذرا سے فرق پر اختلاف ڈلوایا اور لکھ دیا کہ ہم میں اصولی فرق ہے۔ اسی طرح پیسہ اخبار میں کسی شوخ چشم نے ایک مضمون دیا ہے کہ امید ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس فیصلہ کو واپس لیکر حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو باطل کر دیں گے۔''

(انوار العلوم جلد 1 ص 305)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس منفی پراپیگنڈا کا مدلل جواب لکھا اور قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی سے ثابت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سب ماموروں پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس میں کسی تفریق یا کمی بیشی کی اجازت نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والے حقیقی مومن نہیں ہو سکتے۔ مضمون کے آخر پر آپ نے تحریر فرمایا کہ ہم

''بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 1 ص 330)

2: کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے

انتخاب خلافت ثانیہ کے وقت بعض لوگوں نے خلافت حقہ احمدیہ سے نہ صرف انحراف کیا بلکہ اس کی ضرورت سے بھی انکاری ہوگئے اور لوگوں کو اس کے خلاف ورغلانا شروع کیا۔ ان حالات کے تناظر میں حضرت مصلح موعودؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے ایک ہفتہ بعد 21 مارچ 1914ء کو ایک پرشوکت ٹریکٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''۔ آپ نے اس کی وجہ تحریر بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''مجھے اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں تفرقہ کے آثار ہیں اور بعض لوگ خلافت کے خلاف لوگوں کو جوش دلا رہے ہیں یا کم سے کم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خلیفہ ایک پریذیڈنٹ کی حیثیت میں ہو اور یہ کہ ابھی تک جماعت کا کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ مگر میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ خلیفہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں اور اس کی بیعت کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح حضرت خلیفہ اول کی تھی اور یہ بات بھی غلط مشہور کی جاتی ہے کہ جماعت کا اس وقت تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا بلکہ خدا نے جسے خلیفہ بنانا تھا بنا دیا اور اب جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 2 ص 14)

آپ نے آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت کا قیام ضروری تھا اور خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور خلافت کے 6 سال اس بات پر شاہد ہیں اور خلیفہ اولؓ اپنے زمانہ خلافت میں اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے نہ کہ انسان۔ بالکل اسی طرح خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا:۔

''اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہوسکتی اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آسکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔''

(انوار العلوم جلد 2 ص 18)

اسی ٹریکٹ میں آپ نے اس سلسلہ میں ہونے والے بعض اعتراضات کا رد کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں سے ثابت کیا کہ آپ ہی موعود خلیفہ ہیں آپ نے فرمایا:۔

''کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں پر اعتبار نہیں۔ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیش گوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہوگا۔ دوسرا نام ''فضل عمر'' ہوگا اور تریاق القلوب میں آپ نے اس پیش گوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے۔ پس مجھے بتاؤ کہ عمر کون تھا۔ اگر تمہیں علم نہیں تو سنو وہ دوسرا خلیفہ تھا۔''

(انوار العلوم جلد 2 ص 16)

3: منصب خلافت

12 اپریل 1914ء کو عہد خلافت ثانیہ کی پہلی مجلس شوریٰ مسجد مبارک قادیان میں منعقد ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نمائندگان شوریٰ کے سامنے ابراھیمی دعا رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ کی روشنی میں منصب خلافت پر ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جس میں مقام خلافت، فرائض خلافت اور تزکیہ نفوس کے طریق پر روشنی ڈالی اور پھر خلافت اور انجمن سے متعلق مسائل پر بحث فرمائی اور احباب جماعت پر مقام خلافت واضح فرمایا۔ خلیفہ کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''الغرض نبی کا کام بیان فرمایا: تبلیغ کرنا، کافروں کو مؤمن کرنا، مؤمنوں کو شریعت پر قائم کرنا، پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا، پھر

تزکیۂ نفس کرنا، یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 ص 30)

غیر مبائعین کے اس خیال پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہے اور خلیفہ عمومی نگرانی کے لئے انجمن کا پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے شدید تنقید کرتے ہوئے صحیح مسئلہ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’خلیفہ کا کام کوئی معمولی اور رذیل کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور امتیاز ہے جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو پسند کیا جاتا ہے۔ تم خود غور کر کے دیکھو کہ یہ کام جو میں نے بتائے ہیں میں نے نہیں خدا نے بتائے ہیں کیا کسی انجمن کا سیکرٹری اس کو کرسکتا ہے؟ ان معاملات میں کوئی سیکرٹری کی بات کو مان سکتا ہے؟ یا آج تک کہیں اس پر عمل ہوا ہے؟ اور جگہ کو جانے دو یہاں ہی بتا دو کہ کبھی انجمن کے ذریعہ یہ کام ہوا ہے؟ ہاں چندوں کی یاد دہانیاں ہیں وہ ہوتی رہتی ہیں۔

یہ پکی بات ہے کہ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کیلئے ضرور خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ کسی انجمن کے سیکرٹری کے لئے یہ شرط کہاں ہے کہ وہ پاک بھی ہو۔ ممکن ہے ضرورتاً عیسائی رکھا جاوے یا ہندو ہو جو دفاتر کا کام عمدگی سے کرسکے پھر وہ خلیفہ کیونکر ہوسکتا ہے؟

خلیفہ کے لئے تعلیم الکتاب ضروری ہے، اس کے فرائض میں داخل ہے سیکرٹری کے فرائض میں قواعد پڑھ کر دیکھ لو کہیں داخل نہیں۔ پھر خلیفہ کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے اغراض و اسرار بیان کرے جن کے علم سے ان پر عمل کرنے کا شوق و رغبت پیدا ہوتی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ کیا تمہاری انجمن کے سیکرٹری کے فرائض میں یہ بات ہے؟ کتنی مرتبہ احکام الٰہیہ کی حقیقت اور فلاسفی انجمن کی طرف سے تمہیں سکھائی گئی؟ کیا اس قسم کے سیکرٹری رکھے جاسکتے ہیں؟ یا انجمنیں اس مخصوص کام کو کرسکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

انجمنیں محض اس غرض کیلئے ہوتی ہیں کہ وہ یہی کھاتے رکھیں اور خلیفہ کے احکام کے نفاذ کیلئے کوشش کریں۔ پھر خلیفہ کا کام ہے یُزَکِّیۡھِمۡ قوم کا تزکیہ کرے۔ کیا کوئی سیکرٹری اس فرض کو ادا کرسکتا ہے؟ کسی انجمن کی طرف سے یہ ہدایت جاری ہوئی، یا تم نے سنا ہو کہ سیکرٹری نے کہا ہو کہ میں قوم کے تزکیہ کیلئے رو رو کر دعائیں کرتا ہوں؟

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ کام سیکرٹری کا ہے ہی نہیں اور نہ کوئی سیکرٹری کہہ سکتا ہے کہ میں دعائیں کرتا ہوں جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ انجمن اس کام کو کرسکتی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی سیکرٹری یہ کام نہیں کرسکتا اور کوئی انجمن نبی کے کام نہیں کرسکتی۔ اگر انجمنیں یہ کام کرسکتیں تو خدا تعالیٰ دنیا میں مامور اور مرسل نہ بھیجتا بلکہ اس کی جگہ انجمنیں بناتا مگر کسی ایک انجمن کا پتہ دو جس نے کہا ہو کہ خدا نے ہمیں مامور کیا ہے۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 30-31)

4: برکاتِ خلافت

خلافتِ ثانیہ کے پہلے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے جو تقاریر ارشاد فرمائیں وہ ’’برکاتِ خلافت‘‘ کے عنوان سے شائع شدہ ہیں۔ پہلی تقریر میں آپ نے خلافت کے مقام، برکات اور فرائض کے حوالہ سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ انتخاب خلافت ثانیہ کے وقت جو فتنہ اور رخنہ اندازی کی کوشش ہوئی اس فتنہ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و الہامات میں بھی ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فتنہ سے سلسلہ ٹوٹتا نہیں بلکہ بنتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس نکتہ کو سمجھے۔ آپ نے خلافت کی غیر معمولی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حکومت یا دنیاوی عہدہ نہیں۔ خلیفہ کے دل میں تمام لوگوں کے دکھ درد بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ خلیفہ اور جماعت کے اس خوبصورت تعلق کو ان پُر درد الفاظ میں آپ نے بیان فرمایا:۔

’’کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔

مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

آپ نے اس تقریر میں بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت میں سلسلہ خلافت مقدر تھا۔ مزید برآں آپ نے اپنی خلافت کے ہونے کے بارہ میں 9 آسمانی شہادتیں بھی اس تقریر میں بیان فرمائیں جو آپ کی رؤیا پر مبنی تھیں جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے بارہ میں ہونے والے فتنے اور پھر آپ کے ذریعہ استحکام خلافت کی خبریں عطا کیں۔ یہ رؤیا آپ نے لوگوں کے سامنے بیان کئے ہوئے تھے اور ان کے گواہ بھی موجود ہیں۔ ان رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی خلافت کی خبر دی تھی۔ یوں آپ کے ذریعہ فتنہ خلافت کا قلع قمع بھی ہوا اور استحکام خلافت بھی ہوا۔

5: القول الفصل

اہل پیغام کے پہلے جلسہ سالانہ 1914ء کے موقع پر مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے وقت لندن میں تھے ’’اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب‘‘ کے عنوان پر لیکچر دیا اور پھر اس لیکچر کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرکے احمدی احباب میں تقسیم کیا گیا۔ 21 جنوری 1915ء کو حضرت مصلح موعودؓ کو خواجہ کمال الدین صاحب کا یہ ٹریکٹ پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ضروری سمجھا کہ اس میں اٹھائے گئے اعتراضات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب غلط عقائد کا جواب دیں تا احباب جماعت پر حقیقت آشکار ہوجائے اور کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ آپ نے اسی روز اس ٹریکٹ کا مفصل اور مدلل جواب تحریر فرمایا جو کہ ’’القول الفصل‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں خواجہ کمال الدین صاحب کے غلط خیالات کی تردید فرمائی۔ ان کے غلط خیالات کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت، مسئلہ خلافت، مسئلہ کفر اور غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز نہ پڑھنے کے حوالہ سے تھا۔

مسئلہ نبوت کی تشریح میں فرمایا کہ اس بارہ میں تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت فرمادی ہے کہ آپ مستقل نبوت جو بغیر کسی واسطہ کے ملتی ہے اس کے انکاری ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی اللہ کے مقام سے نوازا کہ آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل پیروی کے نتیجہ میں آپ کو ملی تھی۔ اپنی کتاب ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ میں حضرت مسیح موعودؑ نے مسئلہ نبوت کی وضاحت فرمائی ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود پر دو زمانے گزرے ہیں ایک تو وہ زمانہ تھا کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنی کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف ایک جزوی نبوت ہے۔ اور بعض دوسرے انبیاء پر جو مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ بھی ایک جزوی فضیلت ہے اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ ہر امر میں کسی نبی پر اپنے آپ کو افضل سمجھ لیتے تو اس سے یہ لازم آتا کہ آپ نبی ہیں کیونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ آپ ایک نبی سے کمالات میں بڑھ جاتے لیکن پھر بھی نبی نہ بنتے۔ پس آپ عام مشہور عقیدہ کے ماتحت اپنی نبوت جزوی نبوت اور اپنی فضیلت جزوی فضیلت قرار دیتے رہے۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور آپ نے اپنے پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 281)

مسئلہ کفر کے حوالے سے آپ نے بیان فرمایا کہ اس بارے میں ہمارا وہی عقیدہ ہے جو مسئلہ نبوت کے بارہ میں بیان ہوچکا ہے پس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے وہی حضرت مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ جو میرا انکار کرتا ہے درحقیقت وہ میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ کا انکار کرتا ہے۔

غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے کہ کسی مکفر مکذب کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خواجہ کمال الدین صاحب کے اس نظریہ کی تردید فرمائی کہ خلیفہ اوّلؓ بھی خلافت کے حوالہ سے ان کے نظریات کے مؤید تھے۔

6: حقیقۃ النبوۃ

’’القول الفصل‘‘ کی اشاعت کے بعد غیر مبائعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ ’’القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار‘‘ کے نام سے شائع کیا جس میں القول الفصل کے سب مضامین کے بارہ میں تو نہیں مگر مسئلہ نبوت کے متعلق بحث کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو کم تر کرنے کی کوشش کی گئی نیز حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں لکھا کہ میاں محمود فی الواقع مرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ اس رسالہ کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ’’حقیقۃ النبوۃ‘‘ تصنیف فرمائی جو 3 مارچ 1915ء کو شائع ہوئی۔

آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کو تین فصلوں میں تقسیم فرمایا اور فصل اوّل میں آپ نے اس سوال کا جواب تحریر فرمایا کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر دو زمانے آئے یا ہمیشہ آپ اپنی نبوت کو ایک ہی قسم کی خیال کرتے تھے۔ اس سوال کا جواب آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات

سے لکھا اور بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ نبوت پر دو زمانے آئے ہیں چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:۔

’’ہم نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ نبوت کے متعلق شروع سے ایک ہی رہا ہے یا اس میں کبھی تبدیلی بھی پیدا ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت کیا ہے کہ اس عقیدہ میں 1900ء کے بعد تبدیلی ہوئی ہے اور سب سے آخری کتاب جس میں پہلے عقیدہ کا اظہار کیا گیا تھا تریاق القلوب ہے جو 1899ء کی ہے اور جو بعض موانعات کی وجہ سے 1902ء میں شائع ہوسکی۔ پس مسئلہ نبوت کے متعلق جب بحث ہو تو ہمیں ان تحریرات کو اصل قرار دینا ہوگا جو 1901ء سے لے کر وفات تک شائع ہوئیں۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 398)

فصل دوم میں حضرت مصلح موعودؓ نے مولوی محمد علی صاحب کے اس سوال کا جواب تحریر فرمایا کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو آپ کی نبوت کس قسم کی تھی؟ اس سوال کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے نبی کی تعریف بیان فرمائی اور ثابت کیا کہ قرآن کریم اور لغت عرب نے نبی کی جو تعریف کی ہے اس کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:۔

’’ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کی نبوت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو نبی اللہ کے لئے لغت و قرآن و محاورہ انبیائے گزشتہ سے لازمی معلوم ہوتی ہیں یعنی آپ کو کثرت سے امور غیبیہ سے خبر دی گئی اور پھر اہم تغیرات کے متعلق دی گئی جو انذار و بشارت دونوں حصوں پر مشتمل تھی اور پھر یہ کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نبی رکھا۔ پس آپ قرآن کریم و لغت و محاورہ انبیائے گذشتہ کے مطابق نبی تھے اور آپ کی صداقت کے ثابت ہوجانے کے بعد کوئی شخص آپ کی نبوت میں شک نہیں لا سکتا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 404)

مزید تحریر فرمایا:۔

’’چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص براہ راست نبی نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے اب یہ بھی ضروری تھا کہ آپ اس بات کا بھی اعلان کرتے کہ میں پہلے انبیاء کے خلاف ایک نبی کی اتباع سے نبی ہوا ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے آنحضرت ﷺ کے فیض سے ملا ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 410)

کتاب حقیقۃ النبوۃ کی فصل سوم میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر قرآن و حدیث سے مزید 20 دلائل درج فرمائے اور اس الزام کو ردّ فرمایا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مان کر نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:۔

’’نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد ﷺ کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کرگئی ہے وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ

؎ بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 503)

سبحان اللہ! کیسا خوبصورت اظہار ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وآل محمد وبارك وسلّم انك حمیدٌ مجید۔

مسئلہ نبوت کو سمجھنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کتاب کے پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی تھی۔

7: چند غلط فہمیوں کا ازالہ

حقیقۃ النبوۃ ایک ضخیم اور مدلل کتاب حضرت مصلح موعودؓ نے تصنیف فرمائی تھی۔ اس کی اشاعت کے بعد آپ نے اس کتاب کا اختصار ’’چند غلط فہمیوں کا ازالہ‘‘ کے نام سے شائع فرمایا تا کہ اس مضمون کی کثرت سے اشاعت ہوجائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کرلیں کیونکہ ضخیم کتاب کی کثرت سے اشاعت ممکن نہیں ہوتی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے حوالے سے معترضین کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور بیان فرمایا کہ:۔

’’میرا مذہب ہرگز یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوئے۔ بلکہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ شروع دعوے سے ایک سے ہی نبی تھے۔ ہاں پہلے آپ اپنے آپ کو جزوی نبی قرار دیتے تھے اور اپنے الہامات کی تاویل کرتے تھے۔ لیکن بعد میں الہامات میں جب بار بار آپ کو نبی قرار دیا گیا تو آپ نے ان الہامات کی تحریک سے اپنے اس عقیدہ کو بدلا کہ آپ جزوی نبی ہیں نہ کہ آپ کو جزوی نبی سے نبی بنادیا گیا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 8)

کتاب کے آخر پر حضرت مصلح موعودؓ نے خلاصۃً حضرت مسیح موعودؑ کے مقام نبوت کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا اور اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے مطالعہ کی بھی تحریک فرمائی:۔

’’مجھے خود اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رؤیا بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے۔ پس میں آپ کو علیٰ وجہ البصیرت نبی مانتا ہوں نہ ایسا کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے اور نہ ایسا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے باہر تھے بلکہ ایسا کہ آپ کی سب زندگی قرآن کریم کی اتباع میں گزری۔ اور ایسا کہ آپ نے جو کچھ پایا آنحضرت ﷺ کی غلامی میں پایا اور اس سے آپ کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور آپ کا سب سے بڑا درجہ یہی تھا کہ آپ امت محمدیہ میں سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے فرمانبردار تھے۔ میں آخر میں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ جن لوگوں نے نبوت مسیح موعودؑ کو سمجھنا ہو وہ میری کتاب حقیقۃ النبوۃ ضرور پڑھیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 17)

8: ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

ایک غیر از جماعت جو حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت اور تعلیمات سے متاثر تھے انہوں نے 13 مارچ 1915ء کو سیکرٹری انجمن احمدیہ کے نام خط لکھ کر 5 سوالات بھیجے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس کے جوابات دیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خط پڑھا تو مناسب جانا کہ ان سوالات کے جوابات خود ہی لکھوا دیں۔ چنانچہ 9 اپریل 1915ء کو آپ نے جوابات تحریر فرمائے جو 13 اپریل کے الفضل میں شائع ہوگئے اور پھر آپ نے افادہ عام کے لئے پمفلٹ کی صورت میں شائع کروا دیئے۔ پانچ سوالات دراصل ایک ہی قسم کے تھے جن کا خلاصہ یہ بنتا ہے:۔

1. اگر میں احمدیت کا اظہار کروں تو لوگ مجھے کافر سمجھیں گے۔
2. احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس طرح مجھے مسلم مساجد سے الگ ہونا پڑے گا۔
3. احمدی نام اختیار کرنے سے مجھے تکلیف اٹھانی پڑے گی کیونکہ قرآن میں ہمارا نام مسلمان ہے۔
4. قرآن و حدیث میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ نجات کے لئے مسیح موعود اور مہدی کو اعلانیہ مانا جائے۔
5. مذکورہ حالات میں میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ خفیہ طور پر ایمان رکھوں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان سوالات کا اصولی جواب بھی دیا اور پھر الگ الگ تفصیل کے ساتھ بھی جوابات ارشاد فرمائے۔ آپ نے سوالات کا اصولی جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

’’میرے خیال میں ان سب سوالات کے جواب ہم صرف ایک سوال میں دے سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے یا نہیں؟ اگر آپ حق پر نہ تھے تو ان سوالات کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ جھوٹے آدمی کا ماننا خواہ پوشیدہ ہو خواہ ظاہر ہر طرح گناہ اور معصیت ہے۔ اور اگر آپ سچے تھے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور سچے تھے تو پھر بھی یہ سوال حل ہوجاتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بیعت کرنے یا نہ کرنے، اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے وغیرہا سب مسائل کی بنا خدا تعالیٰ کے الہامات پر رکھی ہے اور اپنی طرف سے ان مسائل پر کچھ نہیں لکھا۔ پس آپ کی صداقت ثابت ہوجانے کے بعد ایک دانا انسان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ وہ ان سب باتوں کو قبول کرے کیونکہ ان کو رد کرنا خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے فیصلہ کو رد کرنا ہے۔ اور ان کا قبول کرنا درحقیقت خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو قبول کرنا ہے۔ غرض کہ اصل جھگڑا صرف حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق ہے اور سوال یہ ہے کہ کیا آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے؟ اگر اس سوال کا جواب یہ ملے کہ ہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے تو اب جو کچھ ان کا حکم ہے وہ ہمیں قبول کرنا پڑے گا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 22-23)

9: انوار خلافت

خلافت ثانیہ کے دوسرے جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر 1915ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حاضرین جلسہ سے چار معرکۃ الآراء خطابات فرمائے جو ’’انوار خلافت‘‘ کے نام سے شائع ہوئے۔ ان خطابات میں آپ نے مقام مسیح موعودؑ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اور احباب جماعت

کو فتنوں سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

27دسمبر 1915ء کی تقریر اوّل میں حضرت مصلح موعودؓ نے ''اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ'' کی تشریح وتفسیر بیان کرتے ہوئے ثابت فرمایا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں اور آپ کا نام احمد تھا۔ آپ نے قرآن کریم سے 9 دلائل دے کر ثابت فرمایا کہ اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ کی پیشگوئی سے مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ آپؑ کا نام احمد تھا۔ اس کے ثبوت کے طور پر حضرت مصلح موعودؓ نے دس ثبوت پیش فرمائے۔

27دسمبر بعد ظہر کی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے مسئلہ کو کھول کر بیان فرمایا اور بعض اعتراضات کے جوابات دلائل کے ساتھ عطا کئے۔ آپ نے جماعتی عقائد کے حوالہ سے بعض مسائل سمجھنے اور ان پر عملدرآمد کی تلقین بھی فرمائی مثلاً غیر از جماعت کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے، غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا، غیر احمدیوں کو اپنی لڑکی نہ دینا وغیرہ۔

28دسمبر کی تقریر میں آپ نے استغفار کی تلقین فرمائی اور احباب جماعت کو فرمایا کہ قادیان آتے رہیں، فتنوں سے بچیں۔ خوارج وہ لوگ تھے جو مدینہ نہ آتے تھے اور وہ صحابہ اور حضرت عثمانؓ کے حالات کے واقف نہ تھے اس لئے فتنہ کا باعث بنے۔

30دسمبر کی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرشن، بدھ، مسیح اور مہدی ہونے کے ثبوت تفصیل سے بیان فرمائے اور فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو امتِ واحدہ بنانا تھا اس لئے ہر مذہب کے پیروکاروں کو آخری زمانہ میں کسی مقدس وجود کی خوشخبری سنائی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا بروز بنا کر بھیجا اور ظلّی طور پر گزشتہ انبیاء کے ناموں سے سرفراز کیا تا کہ سب کو امتِ واحدہ بنا دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زیادہ نام یعنی کرشن، بدھ، مسیح، مہدی وغیرہ کیوں رکھے گئے؟ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی دس حکمتیں بھی بیان فرمائیں۔ یوں آپ نے مقام مسیح موعودؑ کا بھرپور انداز میں دفاع فرمایا۔

10: حقیقۃ الامر

نومبائعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی ایک مطبوعہ چٹھی کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے 21 ستمبر 1918ء کو ''حقیقۃ الامر'' کے عنوان سے کتاب تصنیف فرمائی۔ اس میں بیان کردہ امور عقائد سلسلہ کے لحاظ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے قبل حضرت مصلح موعودؓ شدید بیماری سے گزرے تھے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ بیماری کی حالت میں انسان کا دل نرم ہوجاتا ہے خاص طور پر جب اسے گمان ہو کہ وہ جلد اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے۔ اس وقت وہ اپنے غلط عقائد سے توبہ کرتا ہے اور درست عقائد کی طرف لوٹتا ہے۔ ایسی حالت میں آپ اپنے عقائد اور مقام مسیح موعود کو ثابت کرنے میں مزید ثابت قدم ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے لکھا:۔

''بجائے اس کے کہ یہ اوقات مجھے اپنے عقیدے سے متزلزل کردیتے یا موت کا سامنا میرے قدم کو لڑکھڑا دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِن عقائد پر میں نے اُس وقت کامل تسلّی پائی اور ان کی اشاعت اور ان پر ثابت قدم رہنے کو میں اپنے لئے باعثِ مغفرت جانتا تھا۔''

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 205)

مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا:۔

''پس اگر بیماری نے عقائد کے متعلق کوئی تبدیلی پیدا کی ہے تو یہی کہ میں ان عقائد پر آگے سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ قائم ہوں۔ اور واقعات نے اس پر شہادت دے دی کہ میں اپنی نفسانیت کی وجہ سے قائم نہیں ہوں بلکہ میرا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ وہی حق بھی ہے۔ پس میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بھی سچے دل سے ان تمام مخالفت کے سامانوں کو بھلا کر جو آپ کے دل کو مجھ سے نفرت دلانے کا باعث ہوئے ہوں اس امر پر غور کریں کہ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو نبی کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ جسے نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پہلے بزرگ جسے نبی کہتے چلے آئے ہیں وہ خود فرماتا ہے کہ میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں اور اس پر قائم ہوں جب تک کہ زندہ رہوں۔ اور جو کہتا ہے کہ میں صرف اس قسم کا نبی کہلانے سے منکر ہوں کہ گویا میں نئی شریعت لایا ہوں یا رسول کریم ﷺ سے الگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔''

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 206)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی اسی چٹھی میں لکھا تھا کہ اگر 12سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ کو خود نہ سمجھ سکے تو پھر کوئی آپؑ کے دعویٰ کو کس طرح سمجھ سکے گا۔ اس سوال کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا کہ:۔

''حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی بھی کوئی وقت نہیں آیا کہ آپ دعویٰ کو نہ سمجھ سکے ہوں۔ آپ شروع سے آخر تک اس مقام کو سمجھتے رہے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھڑا کیا ہے۔ ہاں صرف اس دعویٰ کے نام میں آپ احتیاط کرتے رہے ہیں۔ یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جاوے یا محدثیت۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے اس بات کی صراحت نہ کی آپ اس کا نام محدثیت یا جزوی نبوت وغیرہ رکھتے رہے ہیں۔ لیکن بعد صراحت کے آپ اس امر پر قائم نہ رہے اور آپ نے اس مقام کا نام نبوت رکھ دیا۔ اور یہی بات ہے جو حضرت مسیح موعودؑ خود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور اس بات میں آپ منفرد نہیں۔ پہلے انبیاءؑ کے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرت ﷺ جو سید وُلدِ آدم تھے ایک عرصہ دراز تک حضرت موسیٰؑ اور حضرت یونسؑ پر اپنے آپ کو فضیلت دینے سے روکتے رہے۔ حالانکہ بعد میں آپ نے فرمایا کہ لَوۡ کَانَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰی حَیَّیۡنِ مَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیۡ

(الیواقیت والجواھر جلد 2 صفحہ 23 مطبوعہ مصر 1321ھ)

اور فرمایا

اَنَا سَیِّدُ وُلۡدِ اٰدَمَ

(ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ)

پس اگر آپ ذرا بھی تدبر سے کام لیں تو ان دو نبیوں پر اپنے آپ کو فضیلت نہ دینے کا بھی وہی باعث تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کے لئے اپنے مقام کا نام نبوت نہ رکھنے کا باعث ہوا اور وہ لوگوں کے رائج الوقت خیالات کا حتی الوسع احترام کرنا اور دین کے معاملہ میں جلد بازی سے کام نہ لینا تھا۔ اور یہی وہ صفت ہے جو متقی اور غیر متقی میں تمیز کر دیتی ہے۔''

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 211)

قارئین کرام!

حضرت مصلح موعودؓ کی ذات بابرکات میں پیشگوئی مصلح موعود کی علامت ''وہ قربت کا نشان ہوگا'' کس شان کے ساتھ پورا ہوا اس کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ تمام عمر اندرونی و بیرونی فتنوں کی قلعی کھولتے رہے اور ان کے سدّباب کے لئے کوششیں فرماتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ مقامِ مسیح موعودؑ اور درست عقائد سلسلہ کی ترویج کے لئے مصروف عمل رہے نیز جن لوگوں نے مقام مسیح موعود کو گرانے یا بگاڑنے کی کوشش کی یا عقائد مسیح موعود میں رخنہ اندازی کی ان کا دلائل کے ساتھ منہ توڑ جواب دیا۔ آخر کیوں نہ کرتے؟ آپ ''قربت کا نشان'' جو تھے۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ایسے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں لیکن آپ کو بہت زیادہ سامنا کرنا پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''وہ لوگ جو ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں ان میں اپنے بھائیوں پر بدظنی کرنے کی عادت تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی نسبت کہہ گزرے کہ آپ جماعت کا روپیہ اپنے ذاتی مصارف پر خرچ کر لیتے ہیں۔ حضرت صاحب کو آخری وقت میں یہ بات معلوم ہوگئی تھی۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آخری زندگی کے دنوں میں یہ بات معلوم ہوگئی تھی ''اور آپ نے مجھے فرمایا (یعنی حضرت مصلح موعود کو) کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ لنگر کے لئے جو روپیہ آتا ہے اسے میں اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کر لیتا ہوں مگر ان کو معلوم نہیں کہ لوگ جو میرے لئے نذروں کا روپیہ لاتے ہیں (یعنی اس بات کے لئے لاتے ہیں کہ آپ نے ذاتی طور پر خرچ کرنی ہے) میں تو اس میں سے بھی لنگر کے لئے خرچ کرتا ہوں۔'' چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''مَیں آپ کے منی آرڈر لایا کرتا تھا اور مجھے خوب معلوم ہے کہ لنگر کا روپیہ بہت تھوڑا آیا کرتا تھا اور اتنا تھوڑا آیا کرتا تھا کہ اس سے خرچ نہ چل سکتا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر میں لنگر کا انتظام ان لوگوں کے سپرد کر دوں (یعنی جو اعتراض کرنے والے ہیں یا اپنے آپ کو انجمن کے سرکردہ سمجھتے ہیں) تو یہ کبھی اس کے اخراجات کو پورا نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک بدظنی کا خمیازہ بھگتا جا رہا ہے کہ لنگر کا فنڈ ہمیشہ مقروض رہتا ہے۔''

(ماخوذ از الحکم جوبلی نمبر 28 دسمبر 1939ء صفحہ 13 جلد 42 نمبر 31 تا 40)

ایک لمبا عرصہ اس بدظنی کا خمیازہ وہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ ہم بڑا اچھا انتظام چلا سکتے ہیں وہ بھگتتے رہے اور انجمن بھی مقروض رہی۔ لیکن کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی جماعت کے ساتھ تھیں۔ اب جو جماعت کو کشائش ہے یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کسی کی ذاتی کوشش نہیں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر بھی دنیا کے ہر ملک میں چل رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 22/ مئی 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ف۔ الف۔ شاہد

حضرت مصلح موعودؓ کا الہامی نام
''محمود''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہوشیار پور میں چالیس روز چلہ کشی کی اور خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعائیں کیں۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک زبردست بشارت دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔ اس پیشگوئی کے مطابق 12جنوری 1889ء کو آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

بہت خطرناک حالات سے گزرتے ہوئے حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد 1914ء کو آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ کی خدمت میں مسلسل اصرار کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان فرمائیں کہ آپ اس پیشگوئی کے مصداق ہیں مگر آپ کی طرف سے خاموشی اختیار کی گئی یہاں تک کہ آپ کو خدا کی طرف سے ایک عظیم الشان بشارت کے ذریعہ بتایا گیا کہ آپ اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اس پر آپ نے 28جنوری 1944ء کو قادیان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے یہ بتایا کہ آپ اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ یہ ایسا عظیم الشان واقعہ تھا کہ جب یہ اعلان قادیان کے احباب نے سنا تو قادیان میں ایک مسرت اور شادمانی کا ماحول پیدا ہوگیا۔ احباب جماعت نے نماز جمعہ کے بعد ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب پر خطبہ کے دوران وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ 29جنوری 1944ء بروز ہفتہ قادیان میں ''یوم مصلح موعود'' منایا گیا۔ 3بجے بعد نماز ظہر حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کی زیرِصدارت بیت اقصیٰ قادیان میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ نیز ایک اجتماعی عرضداشت کے ذریعہ حضور کو مبارکباد دی گئی۔

اس پیشگوئی کی زبردست اہمیت کے پیشِ نظر پانچ جلسوں میں حضرت مصلح موعود نے خطاب فرمائے۔ چنانچہ 20فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں جلسہ کیا گیا۔ 12مارچ 1944ء کو لاہور میں جلسہ کیا گیا۔ 23مارچ 1944ء کو لدھیانہ میں جلسہ کیا گیا۔ 16اپریل 1944ء کو دہلی میں جلسہ کیا گیا۔ اور پھر 28دسمبر 1944ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان سے اعلان کیا گیا۔ ان جلسوں میں حضرت مصلح موعود نے بنفسِ نفیس شامل ہوکر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

دنیا میں بے شمار نام رکھے جاتے ہیں اور ان میں بعض اوقات بہت بڑا اور مبارک نام ہوتا ہے۔ مگر وہ شخص بہت بڑے ڈاکو کے طور پر مشہور ہوجاتا ہے یا ایسے فرضی نام رکھ دیئے جاتے ہیں جس کا کیا تو کوئی مطلب اور مفہوم نہیں ہوتا۔ یا کوئی مطلب ہو بھی تو اس نام کا وہ شخص مستحق نہیں ہوتا۔ مگر بعض نام خدا کے خاص منشاء کے مطابق رکھے جاتے ہیں جیسے حضور ؐ کا نام محمد رکھا گیا جس کے آپ مستحق تھے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پاکر جب ایک موعود فرزند کی خبر دی تو اُس کا نام بھی خدا نے ''محمود'' رکھا۔ اس نام کو بشیر الدین محمود احمد کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اور بشیر الدین نام بھی پیشگوئی کے مطابق ہے تاہم اس تحریر میں صرف ''محمود'' لفظ کو مدنظر رکھا جارہا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سراج منیر میں فرماتے ہیں:

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36)

سراج منیر کے اسی صفحہ 36 کے حاشیہ میں ہے:

''ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا۔''

1899 ء میں تریاق القلوب کی اشاعت ہوئی۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے۔ اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا۔ اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

حقیقۃالوحی جو 1907ء کی کتاب ہے اس میں فرمایا:

''چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دے کرفرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اورلڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اُس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر (70) دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہوگیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خواب تذکرہ میں یوں بھی درج ہے۔

''5 دسمبر 1894ء کو میں نے خواب دیکھا کہ اول گویا محمود کے کپڑوں کو آگ لگی ہے اور میں نے بجھا دی ہے اور پھر ایک اور شخص کے آگ لگی ہے اور میں نے بجھا دی ہے اور پھر میرے کپڑوں کو آگ لگادی ہے اور میں نے اپنے پر پانی ڈال لیا ہے اور آگ بُجھ گئی ہے مگر کچھ سیاہ داغ سا بازو پر نمودار ہے اور خیر ہے۔''

(تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 222)

یہاں آگ سے مراد بعض فتنوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت مصلح موعود کی زندگی میں پیدا ہوئے۔

سبز اشتہار کے بارہ میں حضرت مصلح موعود کے دو اہم ارشادات یوں بھی ہیں۔

1: آپ نے خلیفہ بننے کے ایک ہفتہ بعد ایک تقریر کی جس میں فرمایا:

''کیا تمہیں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں۔ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہوگا۔ دوسرا نام فضل عمر ہوگا اور تریاق القلوب میں آپ نے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے۔۔۔ میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اس پیشگوئی کا مجھے کچھ بھی علم نہ تھا بلکہ بعد میں ہوا۔''

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

(مسئلہ خلافت پر پہلی تقریر 21مارچ 1914ء انوار العلوم جلد 2 صفحہ 16-17)

2: 12مارچ 1944ء کو لاہور میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک لطیف بات بیان فرماتے ہیں:

''1888ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1886ء کے اشتہار کی مزید تشریح کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جو سبز رنگ کے کاغذوں پر شائع ہوا۔ ہماری جماعت میں اشتہار کا نام ہی ''سبز اشتہار'' مشہور ہے اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہ مکان جس میں آپ نے چالیس روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جو اب ایک ہندو دوست کے قبضہ میں ہے اور جسے ہم ہوشیار پور میں دیکھ آئے ہیں اُس کا رنگ بھی سبز ہی ہے۔ گویا 1888ء کا اشتہار بھی سبز رنگ کے اوراق پر شائع ہوا اور اُس مکان کا رنگ بھی سبز ہی ہے۔''

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 222)

''محمود'' نام جب الہامی ہے تو لازماً اس نام میں یہ اشارہ ہے کہ یہ موعود۔ خدا کی نظر میں قابل تعریف وجود ہوگا۔ اور ہر پہلو سے قابل تعریف ہوگا۔ چنانچہ پیشگوئی مصلح موعود کی دیگر جملہ علامات اس کے ''محمود'' ہونے پر گواہ ہیں۔ پھر اس محمود کی حمد اور تعریف کے بھی کئی پہلو ہیں۔

عرش کے خدا نے اس پر رؤیاء، کشوف و الہامات نازل کرکے اس کی تعریف کی۔

ان رؤیاء و کشوف و الہامات کو پورا فرما کر اس موعود کی حمد کے سامان ہوئے۔

اس کی شخصیت بہت متاثر کن اور مقناطیسی کشش رکھنے والی ثابت ہوئی جس پر اپنے اور پرائے، واقف اور ناواقف، دوست اور دشمن سب اس کے والہ و شیدا ہوئے۔ پھر اس کو محدود طبقہ میں نہیں بلکہ عالمگیر سطح پر زبردست اور حیرت انگیز پذیرائی حاصل ہوئی اور دنیا اس کی عظمت کے ترانے گانے لگی۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

آپ نے دسمبر 1906ء کے جلسہ میں ایک تقریر کی۔ اس کے بارہ میں خود فرماتے ہیں۔

''سب سے پہلی تقریر جو میں نے عام جلسہ میں کی اس رکوع کو پڑھ کر اس مسجد میں کی تھی۔ اب مسجد وسیع ہوگئی ہے اور اس کی پہلی شکل نہیں رہی لیکن اس وقت میں جہاں کھڑا ہوں عین اس کے سامنے کے دروازے میں کھڑے ہوکر میں نے تقریر کی تھی۔ اگرچہ اب علم میں بہت ترقی ہوگئی ہے حالات اور افکار میں بہت تغیر ہوگیا ہے لیکن اب بھی میں اس تقریر کو پڑھ کر حیران ہوجاتا ہوں کہ وہ باتیں کس طرح میرے منہ سے نکلیں اور اگر

اب میں وہ باتیں بیان کروں تو یہی سمجھوں گا کہ خدا تعالیٰ نے خاص فضل سے سمجھائی ہیں۔ اس وقت مجھ پر ایسی حالت تھی کہ چھوٹی عمر اور مجمع عام میں پہلی دفعہ بولنے کی وجہ سے میرے اعصاب پر ایسا اثر پڑا ہوا تھا کہ مجھے لوگوں کے چہرے نظر نہ آتے تھے اندھیرا سا معلوم ہوتا تھا اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ بعد میں اخبار میں میں نے یہی تقریر پڑھی تو معلوم ہوا کہ میں نے کیا کہا تھا۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 121-122)

اس تقریر پر حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب کا تبصرہ درج ذیل ہے:

’’بُرج نبوت کا روشن ستارہ، اوجِ رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ اللہ الودود شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں! فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو پورے زور سے بہہ رہا تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اسی سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 122)

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے یوں تبصرہ کیا:

’’ایک اور واقعہ جس کا میں اس مضمون میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ حضور کی پہلی تقریر ہے جو حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے سالانہ جلسہ کے موقع پر کی۔ یہ جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضور کے دائیں طرف سٹیج پر رونق افروز تھے۔ سٹیج کا رخ جانبِ شمال تھا۔ اس تقریر کے متعلق دو باتیں خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ اول عجیب بات یہ تھی کہ اس وقت آپ کی آواز اور آپ کی ادا اور آپ کا لہجہ اور طرزِ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اور طرزِ تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے کہ اس وقت سننے والوں کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی (جو ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا ہم سے جُدا ہوئے تھے) یاد تازہ ہوگئی۔ اور سامعین میں سے بہت ایسے تھے جن کی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُس آواز کی وجہ سے جو اُن کے پسر موعود کے ہونٹوں سے اس وقت اس طرح پہنچ رہی تھی جس طرح گراموفون سے ایک نظروں سے غائب انسان کی آواز پہنچتی ہے۔ آنسو جاری ہوگئے اور اُن آنسو بہانے والوں میں ایک خاکسار بھی تھا۔ دوسری بات جو اس تقریر کے متعلق قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جب تقریر ختم ہوچکی تو حضرت خلیفہ اولؓ نے، جن کی ساری عمر قرآن شریف پر تدبر کرنے میں صَرف ہوئی تھی اور قرآن کریم جن کی روح کی غذا تھی، فرمایا کہ میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 218)

اسی تقریر پر ایڈیٹر الحکم کا تبصرہ یہ تھا:

’’حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد کی نظم اور آپ کی تقریر نے مردہ دلوں کو جلا دیا۔ بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق و معارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا۔ پلیٹ فارم سے اس لب ولہجہ میں بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا تھا۔ صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے متعلق مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ میں اس کا ذکر کرسکوں۔ صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو باپ کی طرح سیراب کر دیا اور وہی زمانہ یاد دلا دیا۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1صفحہ 219-220)

آپ نے (17) سترہ سال کی عمر میں 1906ء میں انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد ڈالی۔ 21فروری 1909ء کو الحکم اخبار نے لکھا:

’’انجمن کا رسالہ تشحیذ الاذہان حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حق بات ہے کہ رسالہ مذکور کے ایڈیٹر کی زبان اور قلم میں بھی وہی شان جلوہ گر ہے جو ہم سب کے آقا اور محبوب مسیح و مہدی کے زبان اور قلم میں تھی۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1صفحہ 236)

سوانح فضل عمر میں تشحیذ کے بارے میں لکھا ہے:

’’اس رسالہ کے مضامین کی عمدگی کے لئے اس سے بڑھ کر کیا امر پیش کیا جاسکتا ہے کہ موافقین کے علاوہ مخالفین نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ چنانچہ اخبار وکیل امرتسر نے ایک مضمون سالم کا سالم اپنے پرچہ میں نقل کیا ہے جسکا ہیڈ نگ ’’کیا تلوار کے زور سے اسلام پھیلا ہے۔‘‘ از قلم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 237)

1909ء میں آپ نے انجمن فیروز پور کے جلسہ میں تقریر کی۔ اس پر خواجہ کمال الدین صاحب کی رائے جو خود صدر جلسہ تھے یہ تھی:

’’صاحبزادہ صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اپنے لیکچر کو ختم کیا ہے میں اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مگر جو حقانیت اُن کے دل پر مرتسم ہے وہ بڑے بڑے آدمیوں میں نہیں۔ اگرچہ ہم نے کوئی گدی نہیں بنائی مگر میں اتنا کہتا ہوں کہ آپ نے اور پیروں کے بچے بھی دیکھے ہیں، میرے مرشدزادہ کو بھی آپ نے دیکھا ہے کہ وہ قرآن پر کیسا شیدا ہے اور اس کے حقائق و معارف بیان کرنے میں کیسا قابل ہے۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1صفحہ 253-254)

آپ نے پہلا خطبہ جمعہ 29جولائی 1910ء میں دیا۔ اس خطبہ پر حضرت خلیفہ اول کے تعریفی ریمارکس یوں تھے:

’’میاں صاحب نے لطیف سے لطیف خطبہ سنایا۔ وہ اور بھی الطف ہوگا۔ اگر تم اس پر غور کروگے۔ میں اس خطبہ کی بہت قدر کرتا ہوں اور یقیناً کہتا ہوں کہ وہ خطبہ عجیب سے عجیب نکات اپنے اندر رکھتا ہے۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1صفحہ 313)

حضرت قاضی محمد اسلم صاحب نے حضرت میاں محمود کی جوانی کا نقشہ بایں الفاظ کھینچا:

’’1912ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فریضہ حج ادا کر کے واپس تشریف لائے تو امرتسر کے اسٹیشن پر امرتسر کی جماعت نے آپ کا استقبال کیا۔ اس موقع پر میں نے پہلی دفعہ آپ کو دیکھا۔ غالباً سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں تھے۔ یہ میرا پہلا نظارہ ہے جو میں نے آپ کی شخصیت کا کیا۔ بس وہ دن اور یہ دن، ایک مستقل یاد رکھے ہوئے ہوں اس وقت میری عجیب کیفیت تھی کاش میں بیان کرسکتا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی ہے جو ہمارا بزرگ ہے، لیڈر ہے، قابل احترام ہے اور عظیم الشان انسان بننے والا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو دیکھ کر آپ کے بوڑھے اور جوان ہونے کا فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔

1924ء میں حضور ولایت تشریف لے گئے تو وہاں کے ایک اخبار نے لکھا کہ امام جماعت احمدیہ جوان آدمی ہیں۔ قدرت نے جوان عمر میں ایک رعب عطا کیا ہوا تھا جس میں حضور کی جوانی چھپی رہتی۔ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن اس پر سنجیدگی غالب تھی۔ سر پر سفید پٹکا باندھے ہوئے تھے۔ پاؤں میں پمپ شو قسم کی کالی چمکدار گرگابی پہنی ہوئی تھی۔ آپ کا چہرہ، لباس غرضیکہ آپ کا مجموعی تشخص بہت دلکش تھا۔ آپ کو دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی اس لئے کہ ہمارے امام یعنی بانی جماعت احمدیہ کے بیٹے ہیں اور اپنے باپ کی طرح خوبصورت اور دلکش شخصیت کے مالک۔

(سوانح فضل عمر جلد 1صفحہ 296-297)

’’محمود‘‘ اس پہلو سے بھی محمود تھا کہ اُس کا بچپن بھی قابل تعریف، جوانی بھی قابل تعریف، بڑھاپا بھی قابل تعریف تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں:

’’ہمارے کانوں میں ابھی تک وہ آوازیں گونج رہی ہیں جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے براہ راست سنیں۔ میں چھوٹا تھا مگر میرا مشغلہ یہی تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا رہتا اور آپ کی باتیں سنتا۔ ہم نے ان (مجالس میں) اسقدر مسائل سنے ہیں کہ جب آپ کی کتابوں کو پڑھا جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام باتیں ہم نے پہلے سنی ہوئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ دن کو جو کچھ لکھتے، دن اور شام کی مجلس میں آ کر بیان کر دیتے تھے اس لئے آپ کی تمام باتیں ہم کو حفظ ہیں اور ہم ان مطالب کو خوب سمجھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشا اور آپ کی تعلیم کے مطابق ہیں۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 113)

اسی طرح فرمایا:

’’جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے۔ میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے۔‘‘

(منصب خلافت انوار العلوم جلد 2صفحہ 25-26)

اس ضمن میں شیخ غلام احمد صاحب واعظ کا یہ بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہوگیا اور میں بھی دعا میں محو ہوگیا اور میں نے دعا کی کہ یاالٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے

تومعلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے۔ مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 151مطبوعہ دسمبر 1975ء)

’’محمود‘‘ اس پہلو سے بھی محمود تھا کہ جو دوسروں کو کہتا اس پر احسن انداز میں عمل کرتا۔ طلبہ جامعہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام علوم کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔ اسی طرح اگر تم بھی ان کتب کا مطالعہ کرو اور اپنے اساتذہ سے سوالات دریافت کرتے رہو تو تمہارے استادوں کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ دنیا کیا کہتی ہے اور اس طرح تم اپنے استادوں کے بھی استاد بن جاؤ گے۔ میرے پاس کمیونزم کے متعلق ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں، سوشلزم کے متعلق ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں، احمدیت کے مخالفین کا بھی لٹریچر موجود ہے اور میں نے یہ تمام کتابیں پڑھی ہیں۔ میں نے بعض دفعہ ایک ایک رات میں چار چار سو صفحہ کی کتاب ختم کی ہے اور اب تک بیس ہزار کے قریب کتابیں میں پڑھ چکا ہوں۔‘‘

(علمائے جماعت اور طلبائے دینیات سے خطاب انوار العلوم جلد 21 صفحہ 556)

’’محمود‘‘ اس پہلو سے بھی محمود تھا کہ اس نے اپنی جماعت میں جوش اور ہیجان پیدا کر دیا۔ فرماتے ہیں:

’’خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کُود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کُود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 241-242)

’’محمود‘‘ اس پہلو سے بھی محمود تھا کہ اُس نے مسلمانوں کے لئے بے انتہا دکھ اٹھائے اور اُن کے لئے تڑپتا رہا۔ خود فرماتے ہیں:

’’خدا نے یہ بھی فضل کیا ہے کہ جہاز کے ٹکٹوں کے ملنے کے غیر معمولی سامان ہو گئے اور ایکسچینج کے ملنے کے سامان بھی پیدا ہو گئے۔ اس موقع پر اسلامی ملک کے بعض نمائندوں نے غیر معمولی شرافت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ان کے ملکوں کو عزت اور ترقی بخشے۔۔۔ خدا کرے کہ مسلمانوں میں پھر سے اتحاد پیدا ہو جائے اور پھر سے وہ گزشتہ عروج کو حاصل کرنے لگ جائیں اور اسلام کے نام میں وہی رعب پیدا ہو جائے جو آج سے بارہ سو سال پہلے تھا۔ میں اس دن کے دیکھنے کا متمنی ہوں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں جب سعودی، عراقی، شامی اور لبنانی، ترک، مصری اور یمنی سو رہے ہوتے ہیں۔ میں اُن کے لئے دعا کر رہا ہوتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں گی۔ خدا تعالیٰ ان کو پھر ضائع شدہ عروج بخشے گا اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ہمارے لئے فخر و مباہات کا موجب بن جائے گی خدا کرے جلد ایسا ہو۔‘‘

(خطابات شوریٰ جلد سوم صفحہ 581)

حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت سے قبل پھر ساری خلافت کے دوران اندرونی اور بیرونی مخالفین نے بے شمار کوششوں کے ذریعہ آپ کو ’’مذموم‘‘ بنانے کی کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے ان سب کوششوں اور تدابیر کو اُلٹا کر رکھ دیا اور آپ ’’مذموم‘‘ کی بجائے پیشگوئی کے مطابق ’’محمود‘‘ ثابت ہوئے اور اپنوں اور پرایوں کی طرف سے آپ کو زبردست خراج تحسین ملا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار بھی ہیں۔ انہوں نے کہا:

’’احراریو! کان کھول کر سُن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ تم میں سے کوئی ہے جو قرآن کے سادہ حرف بھی پڑھ سکے تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا تم خود نہیں جانتے۔ تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔‘‘

(ایک خوفناک سازش مصنف مظہر علی اظہر)

جب کسی شخص کا نام مسجد کی دیوار پر کشفی طور پر لکھا ہوا دیکھا جائے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ شخص عظیم لیڈر ہوگا۔ اور جب ’’محمود‘‘ کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا خدا کے مامور نے دیکھا تو اس سے مراد یہ تھی کہ محمود جماعت کا عظیم لیڈر ہوگا اور روحانی لیڈر کی باقی تمام صفات پیشگوئی مصلح موعود میں آ گئی ہیں۔

جماعت کے عظیم لیڈر کے لحاظ سے اگر آپ کو دیکھا جائے تو آپ نے اتنے بے شمار کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس حیثیت سے آپ نے بے شمار کتب بھی لکھیں، بے شمار مضامین بھی لکھے، جماعتی نظام بھی بہت خوبصورت بنایا، ذیلی تنظیمیں بھی بنائیں، پھر اس سارے نظام کے لئے وسیع اور مفصل اور ایسی دائمی رنگ کی ہدایات دیں کہ جو نہ صرف آپ کی زندگی میں بلکہ قیامت تک جماعت کی راہنمائی کرتی رہیں گی۔

عظیم لیڈر کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اُس کا دماغ اعلیٰ پائے کا ہو۔ اور اُس کے اندر لیڈر شپ کی صلاحیت بھی ہو وہ زبردست دلیر ہو اور دوسروں سے کام لینا بھی جانتا ہو، باصلاحیت افراد کی تلاش بھی رکھتا ہو، باصلاحیت افراد سے کام لینا بھی جانتا ہو اور اُس کا اپنا نمونہ بھی اعلیٰ ہو۔ وہ بڑی بڑی مخالفتوں کا سامنا بھی کر سکے۔ وہ ترقی کے گر بھی جانتا ہو لیکن اگر وہ روحانی لیڈر ہے تو اس میں تقویٰ اور روحانیت بھی اعلیٰ درجہ کی ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے عظیم لیڈر کے طور پر درج ذیل کام کئے۔

1: جماعت کے تقویٰ اور روحانیت کو بلند کرنے کے لئے بلند پایہ لٹریچر چھوڑا۔

2: آپؓ کے دورِ خلافت، 1914ء، 1934ء، 1937ء، 1947ء، 1953ء، 1956ء میں متنوع نوعیت کے فتنے اور ابتلاء آئے ان سے نکالنے کا کسی عام شخص یا سیاسی لیڈر کو کہاں موقع مل سکتا ہے مگر آپ نے جماعت کو ان فتنوں سے نکالا اور اس لئے نکالا کہ آپ خدا تعالیٰ سے خاص راہنمائی حاصل کر کے جماعت کی راہنمائی کر رہے تھے اور آپ کی دن رات کی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو خدا کی خاص نصرت حاصل تھی۔

3: ایک عظیم روحانی لیڈر کے علاوہ آپ سیاسی لحاظ سے بھی عالمگیر سطح پر دنیا کے لئے مبارک اور مفید ترین وجود ثابت ہوئے اور ایک ایسا بلند اعلیٰ اور ارفع لٹریچر چھوڑا جو دائمی طور پر اپنوں اور پرایوں کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ اس کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کی صفتِ علیم جس شان اور جس جاہ و جلال کے ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمتِ مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جس کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ چاہے پیغامی ہوں یا مصری ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اے نادانو تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو۔‘‘

(خلافتِ راشدہ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 587-588)

اسی طرح اپنی کتاب صادقوں کی روشنی کے بارہ میں فرمایا:

’’جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد میں نے ’’صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے‘‘ کے نام سے ایک کتاب لکھی تو حضرت خلیفہ اول (رضی اللہ عنہ) نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ مولوی صاحب مسیح موعود کی وفات پر مخالفین نے جو اعتراض کئے ہیں ان کے جواب میں تم نے بھی لکھا ہے اور میں نے بھی۔ مگر میاں ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔ پھر یہی کتاب حضرت مولوی صاحب نے بذریعہ رجسٹری مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھیجی۔ وہ کیوں۔ محمد حسین نے کہا کہ مرزا صاحب کی اولاد اچھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ کتاب بھیج کر حضرت مولوی صاحب نے ان کو لکھوایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نے تو یہ کتاب لکھی ہے جو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو۔‘‘

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 412-413)

1920ء کی تقریر سیالکوٹ کے بارہ میں فرمایا:

’’جس وقت میں تقریر کر رہا تھا اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک

لخت آسمان سے نور اُترا ہے اور میرے اندر داخل ہوگیا ہے پھر اس کی وجہ سے میرے جسم سے ایسی شعاعیں نکلنے لگی ہیں کہ مجھے معلوم ہوا میں نے حاضرین کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا ہے اور وہ جکڑے ہوئے میری طرف کھینچے چلے آرہے ہیں۔“

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 144)

آپ ایک تقریر کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”میں نے جب جلسہ سالانہ پر ذکر الٰہی کے متعلق تقریر کی تو ایک غیر احمدی صوفی جو باہر سے آئے ہوئے تھے اور میری اُس تقریر میں شامل تھے انہوں نے مجھے ایک رقعہ لکھا جس کا مضمون قریباً یہ تھا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں کہ وہ نکتے جو صوفیاء دس دس بارہ بارہ سال تک لوگوں سے خدمت لینے کے بعد بتایا کرتے تھے اس طرح پے در پے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔تو لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم کو چھپاتے ہیں لیکن ہمیں اس بات کی پرواہ بھی نہیں ہوتی کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہر وقت نئی سے نئی باتیں سکھاتا رہتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 316)

اپنے لیکچر عرفانِ الٰہی کے بارہ میں فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کے متعلق خاص علم دیا ہے اور یہ کوئی میری ذاتی خوبی یا میرا اکتسابی علم نہیں ہے اور نہ ہی میری کوشش اور محنت کو اس میں کچھ دخل ہے۔یہ محض خدا کا فضل اور رحم ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور مجھے ایسا علم دیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں جو اس سے فائدہ اُٹھائیں گے وہ بہت جلد اپنے اندر تبدیلی پیدا کرسکیں گے۔“

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 349)

آپ اپنے ایک خطبہ اور کتب کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”ایک تحریک میں نے بیکاری کو دور کرنے کے متعلق کی تھی۔ میں نے اس کے متعلق پچھلے ہفتہ میں ایک خطبہ بھی پڑھا ہے اور اس خطبہ کے پڑھنے اور سننے کے بعد بھی اگر جماعت میں یہ تحریک پیدا نہ ہو کہ وہ بیکاری کو دور کرے تو یہ ایک موت کی علامت ہوگی۔ میں نے اس خطبہ کو دوبارہ پڑھا ہے اور میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ وہ خطبہ اپنے اندر ایک الہامی رنگ رکھتا ہے۔۔۔بعض باتیں اپنے اندر ایسی روحانی لہر رکھتی ہیں جو عام باتوں سے ممتاز ہوتی ہیں۔بعض تحریرات اور تصنیفات میں میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا ہے چنانچہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور دعوۃ الامیر کے بعض حصے ایسے ہیں جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ خدائی تائید شامل ہے اور وہ انسانی الفاظ نہیں رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے القاء کردہ الفاظ ہوگئے ہیں۔قرآن مجید کا تو ہر لفظ الہامی ہے مگر قرآن مجید کے ظل کے طور پر بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنے بعض بندوں کی زبان پر بھی الہامی کلمات جاری کر دیا کرتا ہے۔اس خطبہ کے بعض حصوں کے متعلق بھی مجھ پر یہ اثر ہے کہ ان کے پیچھے ملائکہ کام کر رہے ہیں اور وہ انسانی الفاظ نہیں رہے بلکہ خدائی نصرت ان میں پائی جاتی ہے۔“

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 143-144)

عیسائیوں نے سکول، کالج کھول کر اور ہسپتال بنا کر، طرح طرح کے لالچ دے کر غریب مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہا۔ بالخصوص افریقہ میں مسلمانوں کی غربت سے ناجائز فائدہ اُٹھایا اور غریبوں کے ہمدرد بن کر نیز معالج بن کر لوگوں کو ورغلایا اور عیسائی بنانے کی کوشش کی۔ عیسائیوں نے یہاں تک اعلان کیا کہ ”براعظم افریقہ خداوند یسوع مسیح کی جھولی میں ہے“ مگر حضرت مصلح موعود نے عظیم لیڈر کی حیثیت سے ان کی سازشوں کو بھانپ لیا اور افریقہ میں مبلغین اسی غرض کے لئے مبلغین بھیجے اور تحریکِ جدید کی ولولہ انگیز تحریک کے ذریعہ جماعت کو قربانیوں پر اُبھارا۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو، ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازوں اور تمہارے نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہوجائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔“

(سیر روحانی جلد 7 انوار العلوم جلد 24 صفحہ 338-339)

دنیا میں کئی تحریکات ایسی اُبھریں جو لوگوں کی خیرخواہی کے نام پر دھوکہ اور فراڈ کے سوا کچھ نہ تھیں۔ مثلاً کمیونزم، سوشلزم، نیا نظام اسلام کے خلاف عالمی طاقتوں کے منصوبے تھے حضرت مصلح موعود نے ان گہری سازشوں کو بھانپا اور دنیا کی راہنمائی کرتے ہوئے ان شیطانی تحریکات کا رد بھی کیا اور اسلام کی خوبیاں بھی بیان کیں۔ آپ نے 27دسمبر 1942ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک زبردست لیکچر دیا جو ”نظام نو“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں آپ نے جس طریق سے دنیا کے دیگر نظاموں کے مقابلہ میں اسلام کی برتری ثابت کی ہے اس کو پڑھنے سے دل حمد کے ترانے گاتا ہے۔ فرمایا:

”یہ بالشوزم، سوشلزم اور نیشنل سوشلزم کی تحریکیں سب جنگ کے بعد کی پیدائش ہیں۔ ہٹلر جنگ کے بعد کی پیدائش ہے۔ مسولینی جنگ کے بعد کی پیدائش ہے اور سٹالن جنگ کے بعد کی پیدائش ہے۔ غرض یہ ساری تحریکیں جو دنیا میں ایک نیا نظام قائم کرنے کی دعویدار ہیں۔ 1919ء اور 1921ء کے گرد چکر لگا رہی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھ دی تھی اور وہ ”الوصیت“ کے ذریعہ رکھی۔“

(نظام نو۔ انوار العلوم جلد16 صفحہ 588)

اسی طرح فرمایا:

”یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی آپ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے اور جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ۔۔۔عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہوجائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔“

(نظام نو۔ انوار العلوم جلد16 صفحہ 590)

عظیم عالمی لیڈر ہونے کی حیثیت سے آپ نے مسئلہ فلسطین، مسئلہ کشمیر، ہندوستان کی آزادی، قیام پاکستان کے معاملات میں گہری دلچسپی لی۔ ان امور کے حل کے لئے تقاریر کیں، کتب لکھیں، مضامین لکھے۔ ان سیاسی امور میں ایسی زبردست گہری ہدایات ہیں کہ قیامت تک لوگ آپ کی تحریروں سے فائدہ اُٹھاتے رہیں گے۔ دنیا میں روس اور امریکہ کے پیش کردہ اصولوں اور جمہوریت، ڈکٹیٹرشپ پر لمبے عرصہ سے بحثیں ہورہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے عظیم روحانی لیڈر کی حیثیت سے اسلام پر پڑنے والے ان خطرناک حملوں کا جائزہ لیا اور آئندہ کے لئے ایک زبردست پیشگوئی کی:

”یہ دونوں اصول آجکل کلی طور پر دنیا کو تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ آدھی دنیا ایک طرف ہے اور آدھی دوسری طرف یعنی آدھی دنیا مغربی ڈیماکریسی کی دلدادہ ہے اور آدھی ڈکٹیٹرشپ کی طرف مائل ہے مگر خدا تعالیٰ کا کلام بتاتا ہے کہ آخر اسلام کو فتح حاصل ہوگی اور مخالفِ اسلام طاقتیں توڑ دی جائیں گی۔ ان طاقتوں نے دنیا میں بہت دیر تک حکومت کرلی ہے اب خدا کی غیرت بھڑک رہی ہے۔ اب محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت دنیا میں پھر قائم کی جائے گی۔ خدا کی بادشاہت پھر اس زمین پر لائی جائے گی۔ خدا کے وجود کے دشمن مٹائے جائیں گے۔ خواہ دنیا کی کتنی بڑی قومیں اُن کی تائید میں کھڑی ہوجائیں اور یقیناً وہ دن دنیا کے لئے بڑا مبارک ہوگا۔ ہمارا خدا پھر اپنے تخت پر بٹھایا جائے گا۔ ہمارے رسول کا جھنڈا پھر ہوا میں لہرائے گا اور وہ امن اور صلح کا پیغام جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا پھر دنیا میں پھیلے گا اور دشمنوں کی زبانیں بند ہوجائیں گی اور وہ اپنے منہ سے اس بات کا اقرار کریں گے کہ وہ خدا کے مقدس پر خاک ڈالنے میں ناکام رہے ہیں اور اپنے اس فعل پر سخت شرمندہ اور نادم ہوں گے۔۔۔۔ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں اُن کی تباہی و بربادی کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی رو چلے گی جس کے نتیجہ میں کفر کا نظام لپیٹ دیا جائے گا اور وہ مسلمان جن میں زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ پھر ایک فاتح اور طاقتور قوم کی شکل اختیار کرلیں گے اور اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔“

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 565)

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 144)

صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا

طبقہ نسواں پر حضرت مصلح موعود کے احسانات

اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ جو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبشر اولاد میں سے ہیں اور جن کی پیدائش سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو عظیم الشان بشارتیں دیں اور آپ نے اپنی زندگی کے ایک ایک دن، ایک ایک لمحے میں اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ آپ ہی وہ پسر موعود ہیں آپ ہی وہ مصلح موعود ہیں جو فضلِ عمر بھی ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے عطر سے ممسوح بھی۔

اس وقت خاکسار آپ کی عدیم المثال سیرت کے درخشاں پہلو میں سے ایک پہلو کو بیان کر رہی ہے۔ جو خالصتاً ہم خواتین سے متعلق ہے۔ بحیثیت ایک عورت کے، ایک لجنہ اماء اللہ کے ممبر ہونے کے ناطے جب میں آپ کے اس احسانِ عظیم کی طرف نظر دوڑاتی ہوں جو آپ نے ہمیشہ ہمیش کے لیے ہماری صنف پر کر دیا تو بعد از حمد الٰہی دل کے گوشے گوشے سے آپ کے لیے دعاؤں کا ایک سیل رواں ہے جو جاری ہو جاتا ہے۔ کہ کس طرح ایک عام عورت کو آپ نے لجنہ اماء اللہ کی مفید رکن بنا کر اس کی کایا ہی پلٹ دی۔ کس طرح اسے دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے آراستہ کر کے ایسا بیش قیمت موتی بنا دیا جو ہزاروں سالوں کی محنت کے بعد ہی سیپ سے صدف بنا کرتا ہے۔ وہ تراشا ہوا ہیرا جس کی تراش خراش کے بعد ہیت ہی بدل جاتی ہو اور ہر جوہر شناش اسے اپنی انگوٹھی میں جڑوانے کو اعزاز اور سعادت سمجھتا ہو۔ بلاشبہ اس مقام تک ہمیں لانے والا وہی بابرکت وجود ہے۔ جس کی دور اندیشی اور کمال فہم نے عورتوں میں اخفاء صلاحیتوں کو پہچانا اور انکو پالش کر کے ایک تنظیم میں پرو دیا۔

عورت کو بنیادی حقوق اسلام نے دلوا دیئے تھے
اللہ تعالیٰ نے کتاب رحمان میں صاف صاف فرما دیا کہ
اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی

(آلِ عمران:196)

میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مَرد ہو یا عورت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اس صنف نازک کو آبگینہ قرار دے کر اس کے تمام حقوق کے معاملے میں مردوں کو خدا خوفی کا حکم دے گئے تھے مگر وقت کے ساتھ ساتھ جس طرح اور اسلامی تعلیمات دنیا سے منحرف ہوئیں اور خاص کر برصغیر کے مسلمان طبقے نے جس طرح دوسرے مذاہب کی دیکھا دیکھی انکی رسومات اور رواج کو اپنایا عورت کو پھر سے حقیر اور کمتر سمجھا جانے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے کے خاص ہدایت کی ان تمام حقوق کو بعینہٖ اسی طور پر قائم کروایا جس طرح آپ کے آقا و مولا نے اس کا حکم دیا تھا اور پھر جماعت کے ہر خلیفہ نے اس امر کا خاص خیال رکھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ عورتیں آبادی کا نصف سے زائد حصہ ہوا کرتی ہیں اور انکو معاشرے کا مفید اور کارآمد رکن بنائے بغیر ترقی کا خیال ہی عبث ہے نیز سب سے اہم فریضہ جو قدرت نے عورت کے سپرد کیا ہے وہ تربیت اولاد کا فریضہ ہے وہ گود جو پہلی درسگاہ ہے اگر وہ تربیت یافتہ نہ ہوئی تو جماعت کے تابندہ مستقبل کا خواب پورا نہ ہوسکتا تھا۔

مؤرخہ 27دسمبر 1938ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں لجنہ اماء اللہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے احمدی خواتین کو تربیتِ اولاد کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

’’اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے اور یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے۔ اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دارومدار اُس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔‘‘

تو اسی لیے آپکی پُرحکمت سوچ کی بدولت لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ایک ایسی تنظیم تھی جس کا حصہ بن کر ہر کلی ایک خوشبودار پھول بنی اور اپنی خوشبو سے تمام عالم کو مہکایا۔ الحمد للہ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی تعلیم و تربیت کا بے حد خیال تھا اسی لیے آپ نے انکی تعلیم اور تربیت دونوں پر زور دیا

17مارچ 1925ء کو دارالمسیح میں باقاعدہ اسکول کا افتتاح کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں کہ

’’یہ مدرسہ میرا ایک علمی درخت ہے۔ مجھے مدرسہ خواتین سے خاص طور پر محبت ہے اور میں اس مدرسہ کے لیے تڑپ رکھتا ہوں کہ جس غرض کے لیے جاری کیا گیا ہے وہ پوری ہو یعنی استانیاں تیار ہوں جو اعلیٰ نسلوں کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرسکیں۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 191)

آپ نے خواتین کے لئے تعلیم کے مواقع پیدا کیے جس کا عملی نمونہ شاخ دینیات کا قیام اور دیگر تعلیمی اداروں کا قیام تھا پھر اپنے قیمتی وقت میں سے خواتین کے درس کے لیے وقت نکالنا اس امر کا غماز ہے کہ آپکو انکی تربیت کا کس قدر خیال تھا اور آپ اسے کس قدر ضروری خیال کرتے تھے۔ پھر خواتین کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے اخبارات اور رسائل کی اشاعت اور اس کے علاوہ جلسہ سالانہ میں خواتین کے لیے الگ سے جلسے کا انتخاب جس کا تمام انتظام لجنہ اماء اللہ ہی کے سپرد کر کے انکی انتظامی صلاحیتوں کو اجاگر کیا۔ علمی مجالس کی وجہ سے ان میں تقریر و تحریر کا ملکہ پیدا کرنا، تحریک جدید، مساجد کی تعمیر اور دیگر مالی تحریکات میں خواتین کا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ خواتین کو اپنے زیورات بے حد عزیز ہوا کرتے ہیں۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت تھی کہ وہی خواتین اپنے قیمتی زیورات راہِ خدا میں پیش کرتی کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتی تھیں نیز جو بھی انکے پاس ہوتا اسکی قربانی کرنا عین سعادت سمجھتی تھیں۔ ہمارا ہر دل عزیز روزنامہ الفضل بھی تو دو عظیم خواتین کی زیورات کی قربانی ہے۔ جب تک یہ اخبار شائع ہوتا رہے اور ہم سب اس سے روحانی مائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ ان عظیم خواتین کی قربانی کو خراج تحسین پیش ہوتا رہے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ

’’اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی‘‘

(الفضل 29/ اپریل 1944ء صفحہ 3)

اسی کے تحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے قیام کے جو سترہ نکات پیش کیے تھے، ان کو اپنا لائحہ عمل بنا کر ہر احمدی عورت نے خدا تعالیٰ سے اپنا ایک گہرا تعلق بنانے کی ہر ممکن سعی کی قرآنی تعلیمات کو پڑھا اور ترجمۃ القرآن خود بھی سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھا رہی ہیں۔ باقاعدہ جلسہ جات، اجتماعات منظم بنیادوں پر منعقد ہوتے ہیں۔ اجلاسات کے نصاب کی تیاری ہوتی ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ گھریلو خواتین، نوجوان بچیوں اور پڑھی لکھی ہر طرح کی ذہنی استعدادوں کے مطابق ایسا مفید لائحہ عمل ترتیب دیا جائے جس سے ہر کوئی کماحقہ فائدہ اٹھا سکے۔ پھر تبلیغ کا میدان ہو یا خدمت خلق کا شعبہ احمدی خواتین ہر جگہ اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ فری میڈیکل کیمپس لگانے ہوں یا تبلیغ کے لیے اسٹال، سیمینار منعقد کرنے ہوں یا جماعتی پمفلٹس کی تقسیم، مینا بازار میں اپنی کھانے پکانے کے اور دستکاری کے جوہر دکھانے ہوں یا اعلیٰ علمی تربیتی مضامین لکھنے ہوں۔ آج جماعت کی نوے فیصد خواتین اس قابل ہیں۔ الحمد للہ ! کہ جس موضوع پر چاہیں آپ ان سے سیر حاصل گفتگو کر سکتے ہیں۔ وہ جھجکتی نہیں، بڑے سے بڑے اجتماع میں تلاوت قرآن کریم کرنے، نظم پڑھنے یا تقریر کرنے سے، کیونکہ یہ سارا اعتماد تنظیمی پروگرام انکو فراہم کرتے ہیں۔

پھر حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا کے اس شعر کے مصداق

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو

اپنی اولاد کی ایسی بہتر تربیت بھی کر رہی ہیں کہ جو خلافت احمدیہ کی کامل اطاعت گزار اور سمعنا و اطعنا کہنے والے اور کسی بھی مشکل میں ہار نہ ماننے والے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بے حد جذباتی کر دینے واقعہ پیش کرتی ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد جب شروع میں کشمیر میں جہاد ہو رہا تھا تو پاکستانی فوج کو مجاہدین کی شدید ضرورت تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے دیہاتی جماعتوں میں پیغام بھجوانے شروع کیے کہ جو بھی فوج میں بھرتی ہوسکتا ہے آج قوم اور ملک کو ایک خاص ضرورت ہے اس لیے آپ لوگ بھرتی ہوں۔ ایک جگہ آپ کے کارندے گئے اور وہاں اعلان کیا۔ بڑا احمدی گاؤں تھا کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ پھر اس نے کہا پھر کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ ایک بیوہ عورت تھی بڑی عمر کی اس کا ایک ہی بچہ تھا وہ اپنے گھر سے یہ نظارہ جھانک رہی تھی۔ اس قدر اس کو جوش آیا اس نے اپنے بیٹے کا نام لے کر کہا کہ او! میرے بیٹے تو کیوں جواب نہیں دیتا۔

ت یرے کان میں خلیفہ وقت کی آواز نہیں پڑ رہی۔ چنانچہ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں اور جس طرح بارش کا ایک قطرہ آتا ہے اور اس کے پیچھے موسلادھار بارش برستی ہے، جتنے جوان تھے سارے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم بھی آتے ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کو لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب مجھ تک اطلاع پہنچی تو میں نے اپنے خدا کے حضور ایک دعا کی۔ مَیں نے کہا اے میرے اللہ! میری آواز پر اس بیوہ نے اپنا ایک ہی بیٹا پیش کر دیا ہے جو شادی کی عمر سے گزر چکی ہے۔ پھر اولاد کی کوئی توقع نہیں ہے۔ میں تیری عظمت اور جلال کی دہائی دیتا ہوں کہ اگر تونے قربانی لینی ہے تو میرے بیٹے ذبح ہو جائیں اس عورت کا بیٹا بچایا جائے۔ یہ ہیں وہ احمدی خواتین اور مستورات جو عہد بیعت کو نبھانے والی ہیں۔

(ماخوذ از خطاب جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ27/ دسمبر 1982ء الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 14)

یہ جذبہ جن عورتوں میں پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی اولاد تک راہ خدا میں پیش کر دیں اور رتی برابر ملال تک نہ ہو۔تحریک وقف نو بے شک اسکا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کس طرح خلیفہ وقت کی ایک آواز پرخواتین نے قبل از پیدائش اپنی اولاد کو خدمت دین کے لیے پیش کر دیا۔ کتنی ایسی خواتین ہیں جنہوں نے اپنے واقفین شوہروں کے ساتھ نہایت تنگی ترشی کے حالات دیکھے۔ مالی تنگی برداشت کی،خاوندوں سے دوریاں سہیں لیکن کامل وفاو اخلاص سے اپنے رشتے کونبھایا اور بچوں کی اعلیٰ تربیت بھی کی۔ کیا کوئی بھی احمدی وہ واقعہ بھول سکتا ہے جب ایک واقف زندگی کا بچہ سالہاسال باپ کی جدائی برداشت کرنے کے بعد ماں سے آکر پوچھتا ہے کہ ماں ابا کیا ہوتا ہے؟ یہ ظرف، یہ حوصلہ ایک احمدی بیوی اور ایک احمدی بچے کا ہی ہوسکتا ہے۔ پھر کتنی ہی ایسی عظیم خواتین جن کے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے اپنی دین کی بقا کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر گئے لیکن انکے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نہیں نکلا جس سے بے چینی یا بے تابی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ سب نے اپنے آپکو خوش قسمت قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے ہمیں اس عظیم قربانی کے لیے منتخب کیا۔

حضرت مرزا غلام قادر صاحب شہید کی شہادت پر انکی عظیم والدہ محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ کا انکو ’’ جزاك الله قادر‘‘ کہہ کر رخصت کرنا اس کا عملی ثبوت ہے کہ احمدی عورت جو عہد دہراتی ہے کہ جان، مال، وقت اور اولاد کو دین کے لیے وقف کر دے گی وہ محض الفاظ نہیں بلکہ وہ پورے دل سے خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار کرتی ہے۔ اس قابل اسے بنانے والے اس سب کے لیے اسے تیار کرنے والی عظیم ہستی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ہی تو تھے۔ اس موضوع کو ایک مضمون میں بیان کرنا ناممکن ہے۔جس قدر احسانات اس طبقہ پر آپ رضی اللہ عنہ کر گئے ہیں۔ ان سب کے نتیجے میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنی خاص دعاؤں میں اس بابرکت وجود کو ہمیشہ یاد رکھیں اس احسان کو یاد کرواتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جماعت کی عورتوں پر یہ احسان ہے کہ احمدی عورت کے لئے ایک ایسی تنظیم قائم فرمادی جس میں وہ اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرسکتی ہے۔ اگر آپ عبادت کر رہی ہیں اور نمازوں کی ادائیگی کر رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان عبادتوں کے طفیل آپ کے بچوں کے مستقبل بھی روشن کر دے گا اور آپ پر بے شمار فضل فرمائے گا۔کوشش کریں کہ زمانے کی لغویات، فضولیات اور بدعات آپ کے گھروں پر اثر انداز نہ ہوں۔ انٹرنیٹ اور ٹیلیفون وغیرہ ہر ایسی چیز جس کا ناجائز استعمال شروع ہو جائے وہ بھی لغویات میں ہے فیشن میں لباس اگر ننگے پن کی طرف جارہاہو تو یہ بھی بے حیائی بن جائے گی۔ اپنی حیا اور حجاب کا خیال رکھیں اور اس کی حدود میں رہتے ہوئے جو فیشن کرنا ہے کریں۔ غیر محرم جوان لڑکے لڑکیوں اور مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول سے بھی بچیں۔ احمدی بچیوں کے لئے مناسب تفریح کے انتظامات کرنا لجنہ کا کام ہے۔بچپن سے ہی بچیوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنی چاہئے کہ تمہارا ایک تقدس ہے تا کہ وہ ہر قسم کی لغویات اور گناہوں سے بچتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والی ہوں۔‘‘

(خطاب حضور انور برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی بتاریخ 11/ جون 2006ء)

خدا کرے کہ ہم اپنے اس محسن کی تمام توقعات پر ہمیشہ پوری اترتی رہیں اور اسی طرح اپنی دینی اور دنیاوی علم کو بڑھا کر خدمت انسانیت اور خدمت دین اور تربیت اولاد کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین اَللّٰھم آمین۔

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے، تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 386 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حدیث کو ترک کرو اور قرآن کو پڑھو۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا ہے کہ احادیث اگر قرآن کریم کے تابع ہیں تو ان کو لو اور دوسریوں کو رد کرو صرف احادیث کے اوپر نہ چلو۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 454)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس آج بھی ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور احمدیت کے غلبہ کے نظارے ہمارے نزدیک تر کرے۔

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2009ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

جماعت احمدیہ کونگو برازاویل کے لئے ایک اعزاز

République du Congo
PRIX STUDIO 210
TROPHEES
DIPLOME D'HONNEUR
Décerné à
Mme/M SAEED AHMAD
GRAND PRIX DES RELIGIONS
Pour son dévouement, son engagement et ses contributions au service de culture et du developpement du continent Africain
Fait à Brazzaville, le 14 JAN 2021
Le Président du comité d'organisation
DIA KU NDILA

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جولائی 1970میں فرماتے ہیں:

یہ جنگ جو ہم نے عیسائیت سے لڑنی ہے اسکا فیصلہ افریقہ میں ہوگا کیونکہ اگر آج ہم افریقہ سے عیسائیت کو نکال دیں تو پھر ان کے لئے یہ بڑا ہی مشکل ہے سپین یا جنوبی امریکہ میں اس طرح اکٹھے ہو جانا اور کاؤنٹر اٹیک کے لئے جمع ہو جانا کہ جس میں انہیں کامیابی کی کوئی امید ہو۔

(خطبات ناصر صفحہ نمبر 191)

مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مسیحؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یکسر الصلیب کہ وہ آکر صلیب کو پارہ پارہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح فرمائی وہاں عیسائیت کو مردہ مذہب ثابت کر کے انکی صلیب کو ہمیشہ کے لئے دفنا دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل قاطعہ کے آگے آج بھی پادری اسی طرح بھاگتے ہیں جسطرح وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بھاگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم سعید احمد نیشنل صدر و مشنری انچارج کونگو برازاویل کو 2008 سے لوکل میڈیا یا نیشنل ٹیوی نیشنل ریڈیو لوکل پرائیویٹ ٹی وی و ریڈیو پر ہر محاذ پر پادریوں کا مقابلہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔کونگو برازاویل میں تقریبا 97 فیصد عیسائیت ہے جنکے مختلف فرقے ہیں لیکن زیادہ تر کیتھولک ہیں۔ان کے علاوہ لوکل مذہب بھی ہیں۔جو اسلام اور عیسائیت کے خلاف ہیں۔

چھ سال پہلے نیشنل ٹیوی کونگو کے ایک جنرل لسٹ مسٹر ایڈ شیوری جاز نے ایک پروگرام شروع کیا جسمیں کونگو میں مختلف کلچر اور مذاہب کو پیش کیا جاتا ہے۔اس پروگرام میں ہمیں مولویوں،پادریوں،لوکل مذاہب کے سرکردہ افراد سے کئی کامیاب مناظرات کرنے کی توفیق ملی ہے۔اس کے نتیجے میں لوگوں کے اندر اسلام کے خلاف شکوک و شبہات دور ہو رہے ہیں۔ اور اب لوگ برملا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمیں اسلام احمدیت سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ ایک جنرل لسٹ مسٹر الیکسی بوئگو نے کہا تھا کہ اگر میں کوئی مذہب اختیار کروں گا تو وہ اسلام احمدیت ہو گا۔ ایک کرنل نے کہا کہ میں اندر سے احمدی ہوں لیکن اوپر صرف عیسائیت کا لیبل لگا ہؤا ہے۔ الحمدللہ لوگوں میں شعور بیدار ہو رہاہے۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مولویوں کی طرف سے دھمکیاں ملنی شروع ہوگئیں اور جنرل لسٹ پر پریشر ڈالنا شروع کر دیا کہ لوگ مسلمان نہیں ہیں انکو پروگرام میں نہ لیا جائے۔پادریوں نے بھی اتھارٹیز کے دروازے بجائے کہ انہیں پروگرام کرنے سے روکا جائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں کے سبب انکے تمام حربے ناکام ہوئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی تھی کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں اپنا کام کرتے جائیں اور اتھارٹیز سے رابطہ۔

الحمدللہ حضور انور کی ہدایت کے بعد بغیر کسی خوف کے پہلے سے بڑھ کر مولویوں اور پادریوں کو منہ توڑ جواب دیئے جا رہے ہیں۔اور مولوی تو غائب ہو رہے ہیں اور پادریوں کو ٹھنڈا کر کے بٹھا دیا ہے۔ اب اپنے پروگرام کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔

2016 سے اس پروگرام کی ہر سال سالگرہ منائی جاتی ہے۔ جس میں اچھے پروگرامز پیش کرنے اور کونگو کے کلچر میں ڈویلپمنٹ میں حصہ لینے پر ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔مورخہ 14 جنوری 2022 کو پانچویں ایوارڈ سرمنی منعقد کی گئی۔

امسال جنرل لسٹ نے عوام کی رائے پر ایوارڈ دیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ عوام کی اکثریت نے مکرم سعید احمد مبلغ سلسلہ کے حق میں ووٹ دیا۔ اسطرح اس سال کا بہترین مناظر قرار دیا اور ٹرافی سے نوازا۔ بفضلہ تعالیٰ پانچ ایوارڈ میں سے تین اب تک مل چکے ہیں۔ الحمد للہ

مکرم سعید احمد صاحب مبلغ سلسلہ کئی دفعہ اپنے پروگرامز میں حکومت کونگو،ٹیوی کونگو کی ٹیم کا شکریہ ادا کر چکے ہیں کہ انہوں نے تمام مذاہب کو اجازت دے رکھی ہے کہ ہر کوئی آزادی کے ساتھ اپنا موقف بیان کرسکتا ہے۔ اس جماعت کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اصل تعلیم پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

تمام دوستوں کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور اس آخری جنگ میں جو دجال کے خلاف لڑی جا رہی ہے اس میں اپنا بھر پور کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

خدا تعالیٰ کے پاک ناموں کا واسطہ دے کر کی جانے والی پیاری دعا

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا (الاعراف:181)

ترجمہ:

اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو۔

سید ومولیٰ، خیر الوریٰ، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ اللہ کے ناموں کا واسطہ دے کر یوں دعا فرماتے ہیں کہ۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسۡأَلُكَ بِاسۡمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الۡمُبَارَكِ الۡاَحَبِّ إِلَيۡكَ، الَّذِي إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبۡتَ، وَإِذَا سُئِلۡتَ بِهِ أَعۡطَيۡتَ، وَإِذَا اسۡتُرۡحِمۡتَ بِهِ رَحِمۡتَ، وَإِذَا اسۡتُفۡرِجۡتَ بِهِ فَرَّجۡتَ

(سنن ابن ماجہ کِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ اسۡمِ اللّٰهِ الۡاَعۡظَمِ، حدیث:3859)

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے تیرے اس طاہر، طیب، برکت والے اور تجھے سب سے پیارے نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے وسیلے سے جب تجھ سے دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے، اور جب تجھ سے اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے، اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے رحمت طلب کی جائے تو تو رحمت فرماتا ہے، اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے پریشانی دور کرنے کی درخواست کی جائے تو تو پریشانی دور کرتا (اور مشکل کشائی فرماتا) ہے۔

یہ آنحضور ﷺ کی خدا تعالیٰ کے پاک ناموں کا واسطہ دے کر کی جانے والی عظیم دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے مختلف نام ہیں، مختلف صفات ہیں۔تم اپنی ضرورت کے مطابق میرے ناموں کا حوالہ دے کر میری صفات کا حوالہ دے کر مجھے پکارو تو مَیں اپنے ناموں کا اتنا پاس رکھنے والا ہوں کہ جب میرے بندے کی وہ حالت بن جاتی ہے جو مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ کیا حالت ہونی چاہئے؟ تو اگر میری رحمانیت کی ضرورت ہے تو اس صورت میں بندے کے لئے رحمانیت جوش میں آئے گی، اگر رحیمیت کی ضرورت ہے تو بندے کے لئے رحیمیت جوش میں آئے گی۔ اگر وہاب نام سے پکاروگے اور اس کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔غرض کہ اللہ کے جو بے شمار نام ہیں اور یہ تمام نام اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سننے کے لئے ہی ہمیں سکھائے ہیں، یہ سب صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس لئے ظاہر فرمائیں کہ ان کا فہم و ادراک حاصل کرتے ہوئے، ان صفات کے حوالے سے اس کو پکارا جائے۔ پس مومن کو چاہئے کہ جب ہمارا خدا ہم پر اتنا مہربان ہے، ہمیں اس طرح راستے دکھاتا ہے کہ کسی طرح میرے بندے شیطان کے چنگل سے بچیں اور اس طرح آخرت کے عذاب سے بچ جائیں تو اس کے خالص عبد بنتے ہوئے اس کے حضور دعاؤں میں لگے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 22 ستمبر 2006ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

افضل الانبیاء

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’چونکہ آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت ﷺ اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کے رو سے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر اور روشن ہو جائے اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت ﷺ کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں۔موسیٰؑ اور ابن مریمؑ کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیف شاقہ اٹھا کر اس اجرعظیم کے مستحق ٹھہر جائیں کہ جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 653-654)

چھوٹی مگر سبق آموز باتیں

قضاء نماز

ایک شخص نے سوال کیا کہ چھ ماہ تک تارک صلوٰۃ تھا۔اب میں نے توبہ کی ہے۔کیا وہ سب نمازیں اب پڑھوں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

نماز کی قضا نہیں ہوتی۔ اب اس کا علاج توبہ ہی کافی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 479 مطبوعہ 2010)

مرسلہ: فرخ شبیر لودھی۔مبلغ سلسلہ لائبیریا

فقہی کارنر

کفار کی مصنوعات کا استعمال جائز ہے

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ جب ریل دجال کا گدھا ہے تو ہم لوگ اس پر کیوں سوار ہوں؟

فرمایا:۔

کفار کی صنعت سے فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گھوڑی کو گدھے کے ساتھ ملانا ذجل ہے پس ملانے والا دجال ہے لیکن آپ برابر خچر پر سواری کرتے تھے اور ایک کافر بادشاہ نے ایک خچر آپ کو بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور آپ اس پر برابر سواری کرتے رہے۔

(بدر 28 مارچ 1907 صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔مربی سلسلہ برطانیہ)

18فروری2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	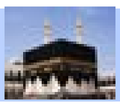	05:33	18:20
مدینہ منورہ	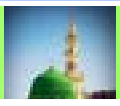	05:35	18:18
قادیان	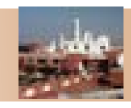	05:46	18:17
ربوہ		05:26	17:57
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:41	17:24